9/12

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ: ۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

۲۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُهٗ اَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهٖ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ. قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ.

ترجمہ۔ حضرت معاویہ بن حکم رضؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! ہم جاہلیت کے ایام میں چند کام کرتے تھے۔ (یعنی یہ کہ ہم کاہنوں (فال گویوں) کے پاس جاتے (اور ان سے غیب کی خبریں پوچھا کرتے) تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم کاہنوں کے پاس (اب) نہ جایا کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ہم شگون لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو ہر شخص اپنے دل میں پاتا ہے۔ (یعنی ہر شخص شگون کا خیال کرتا ہے) یہ خیال تم کو کسی کام سے نہ روکے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ ہم میں سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں۔ (یعنی رمل کا کام کرتے ہیں) آپؐ نے فرمایا۔ ایک نبی (خدا کے حکم سے) خط کھینچتے تھے۔ جس شخص کا خط (اس) ان کے موافق پڑ جائے وہ جائز ہے۔ (مسلم)

•

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي اُذُنِ وَلِيِّهٖ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ چند لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کی بابت پوچھا (کہ ان کی بتائی ہوئی باتیں اعتماد کے قابل ہیں یا نہیں) آپؐ نے فرمایا۔ وہ کچھ نہیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بعض وقت وہ ایسی بات بتاتے یا ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہوتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ کلمۂ حق ہے جس کو جن اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست (کاہن) کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے جس طرح مرغ دوسرے مُرغ کے کان میں آواز پہنچاتا ہے۔ پھر وہ کاہن اسی کلمۂ حق میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں شامل کر دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

•

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهٗ فَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ.

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ابر میں اُترتی ہے اور (باہم) ان کاموں اور باتوں کا ذکر کرتی ہے جو خُدا کے ہاں مقدر کی گئی ہیں (یعنی جن باتوں اور کاموں کا وقوع ہونے والا ہے اور تقدیر میں درج ہو چکی ہیں) شیاطین ان باتوں کو سُننے کے لیے کان لگائے رکھتے ہیں۔ جب وہ کوئی بات سُن لیتے ہیں تو کاہنوں کے کانوں میں جا ڈالتے ہیں اور کاہن ان باتوں میں سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر ان کو بیان کر دیتے ہیں۔ (بخاری)

•

وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً.

ترجمہ۔ حضرت حفصہ رضؓ کہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جائے اور اس سے کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن رات کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔ (مسلم)

•

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب خدا تعالیٰ آسمان سے کوئی برکت نازل کرتا ہے تو انسانوں کی ایک جماعت اس کے ذریعہ کُفر میں مبتلا ہو جاتی ہے (یعنی خدا کا انکار کر دیتی ہے)۔ خداوند تعالیٰ بارش کرتا ہے اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارہ کے اثر سے بارش ہوئی ہے۔ (مسلم)

•

سالانہ چندہ ۱۱ روپے ششماہی — ۶ روپے
نوٹ (۱) سعودی عرب (۲) کویت (۳) ایران (۴) افریقہ (۵) ملایا (۶) انگلینڈ (۷) ہانگ کانگ
(وغیرہ کیلئے)
سہ ماہی ۳ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے



ہفت روزہ خدام الدین لاہور



عام ڈاک سے ۸۷ پیسے، ۱۸ روپے ہوائی ڈاک سے ۳۵ روپے امریکہ عام ڈاک سے ۴۲ روپے ہوائی ڈاک سے ۸۰ روپے

جلد ۹ } ۴ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء { شمارہ ۱۲

لیک بعد از خرابی بسیار

شراب نوشی پر پابندی

پاکستان کو معرض وجود میں آئے ربع صدی قریباً گزرنے والی ہے اور آج خبر دی جاتی ہے کہ شراب نوشی پر پابندی عائد کر دینے کا فیصلہ صوبائی حکومت نے کر لیا ہے۔ اس پر دل کے ایک پہلو سے ایک لمحہ میں الحمد للہ کی آواز نکلتی ہے تو دوسرے پہلو سے دوسرے لمحہ میں انا للہ وانا الیہ راجعون سنی جاتی ہے۔ الحمد للہ اس لئے کہ صبح کا بھولا آخر گھر آگیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ سجدۂ سہو توبۃ النصوح پر مبنی ہو۔ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں یاس و قنوط نہیں، بشرطیکہ توبہ میں اخلاص ہو ؎

"باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ!
ایں درگہ ماست درگہ نومیدی نیست"

رب العزت کا دروازہ ہر کافر و گبر و بت پرست کے لئے ہر آن اور ہر حین کھلا ہے لیکن بہ توبہ ریا اور دکھلاوے سے مبرا و معرّیٰ ہو محض "ابتغاءِ مرضات اللہ کے لئے" ہو۔ کیونکہ ریا نیکی کو کھا جاتی ہے دکھلاوا خیر کو بھسم کر دیتا ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہی ارشاد ہے اگر اس توبہ کی بنیاد غرض یہ ہے کہ دیندار عوام کے دلوں کو کچھ عرصہ وعدوں سے لبھا کر اپنی حکومت کا زمانہ اور حمنتد کر لیا جائے تو یاد رکھا جائے کہ مہلت کی میعاد ختم ہونے پر تختہ الٹ دیا جاتا ہے۔ نہ کسریٰ رہا نہ قیصر رہا، اس کی لاٹھی بے صدا ہے ہمارے سان گمان میں بھی نہیں ہوتا ہے کہ وہ کدھر سے پڑے گی اس کی لاٹھی پڑتی ہے تو سخت ہوتی ہے۔

نواب زادہ لیاقت علی مرحوم نے پاکستان سے باہر امریکہ میں ایک دفعہ کہا تھا کہ اور سچ کہا تھا کہ پاکستان ہمارے ملک کو کمیونزم کی وبا کا کچھ خطرہ نہیں اس لئے کہ اس کی تعمیر مذہب پر رکھی گئی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کا مسلمان نانِ شبینہ کا محتاج رہ کر بھی خدائے قدوس کے سامنے جھک سکتا ہے اس کی سنہری تاریخ اسلام اس کے سامنے ہے۔

لیکن تصویر کا دوسرا رُخ بھی ہمارے سامنے ہو شراب نوشی کی پابندی کی خبر سے ہمارے دل سے انا للہ کی صدا کیوں اٹھتی ہے اس لئے کہ جس چیز کی حرمت پر قریباً چودہ صدیاں گزر گئی ہیں۔ اس پر آج ہماری اسمبلی میں ابھی بحث ہو رہی ہے اور چوہدری محمد ابراہیم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ وزیر آبکاری، شراب بندی پر اپنی مجبوری کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فی الحال پابندی لگانے سے معذور ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ پشاور میں ایک شراب فروش کے لائسنس کی تجدید اس لئے کی گئی کہ اس کی سفارش اس وقت کے جنرل آفیسر کمانڈنٹ پشاور نے کی تھی ؎

عذر گناہ بدتر از گناہ

کہاں شراب کے متعلق نص صریح موجود — احکم الحاکمین کا حکم اور کہاں جنرل آفیسر کمانڈنٹ کی تجدید لائسنس کے لئے سفارش

بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا یہی استوار و استحکام پاکستان ہے ہرگز نہیں یہ تو پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کرتا ہے دیندار عوام کے دلوں پر چرکا لگاتا ہے جس کا اندمال سالہا سال تک نہ ہو سکے گا۔ کیا یہ اسلامی نظریۂ حیات کو رائج کرنا ہے یا مدفون کرنا ہے۔

پھر شراب نوشی پر پابندی عائد کرنے کا مذکورہ فیصلے پر عمل درآمد کب ہو گا۔ اس وقت جب کہ اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارشات آجانے کے بعد شروع ہوگا ؏

تا تریاق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود

شرپسند عناصر کو جو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے ان کے سینماؤں کی بڑھتی ہوئی تعداد میں ابھی کمی ہے۔ ان کے رقص و سرود کی محفلیں اور ان کے میلوں کی مجلسیں ابھی پر رونق نہیں نظر آتیں۔

نظیری نیشاپوری کے قول کے مطابق ابھی تشنگی ہے۔

جمال رُخ بچہ دیدی شراب مغ بچہ نوش

رقاصوں اور ایکٹرسوں کی دل باختگی، آراستگی اور پیراستگی اپ ٹو ڈیٹ ہے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے لیکن ان کی ساعتیں بطریق اتم مینا و ساغر تک نہیں پہنچی۔

ابھی اس زمانے میں خدا کا نام لینے والے موجود ہیں۔ مغرب کے مخرب اخلاق حملوں سے ان کے دل محفوظ ہیں۔ وہ اپنے مغربی آقاؤں کے اتباع سے گریزاں ہیں وہ ابھی ان کی ملت کے حلقہ بگوش نہیں ہوئے۔ پندرہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے "لیکن ہنوز روز اول است" کونسلوں کی کئی منازل طے کرنے کے بعد شراب نوشی پر پابندی عائد کر دینے کا فیصلہ شروع ہوگا — انا للہ وانا الیہ راجعون

کیا خوب کہا گیا ہے ؎

شراب ناب یوں پی جا رہی اب کراچی میں
کہ بچھلے مے کشوں کو دیکھ کر ہوتی ہے حیرانی
یہ عالم دیکھ کر اک مرد مومن نے کہا رو کر
چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

اس میں کوئی شک نہیں کہ جلدی کرنا شیطان کا کام ہے رحمانی کام آہستگی ہے۔ لیکن اسلامی نظریۂ حیات رواج پانے میں اتنی تاخیر نہ ہونی چاہیئے کہ شرپسند اغیار کو اسلام دشمنی کا اور موقع مل جائے۔ ہر وقت خیر اور شر کا مقابلہ ہوتا رہا اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اس لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اسلام پسند حکام کو خیر کے پھیلانے میں سر دھڑ کی بازی لگا دینی چاہیئے

نائب مدیر

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۶ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ ۱۸ جولائی ۱۹۶۳ء

اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

(مرتبہ خالد سلیمؒ)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد!

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق بخشی ہم جس قدر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ بزرگان دین اور صحابہ کرامؓ یاد الٰہی کرتے تھے وہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے غرض ہر حال میں ذکر اللہ میں شاغل رہتے تھے۔ ہر کام میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا اُن کا معمول بن گیا تھا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

قرآن مجید میں ساری دنیا کے انسانوں کے لئے ارشاد باری ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ ۝

ترجمہ! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اللہ تعالیٰ حضورؐ سے اعلان کرواتے ہیں۔ کہ

اے محبوب خدا بننے کے دعوے دارو! دنیا کو نظر انداز کر کے اللہ کے محبوب بننے والو! میری تابعداری کرو۔ میری سنت اور طریقہ کار کو اپنی زندگی کے لئے مشعل راہ بناؤ۔ پروگرام حیات قرار دو۔ تب اللہ تمہیں مقبول و محبوب بنا لے گا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان کی قبر کو نور سے بھرے اور کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) فرمایا کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحیح محبت کرنے کا پتہ اس وقت چلتا ہے۔ جب نفس اور اللہ کا مقابلہ ہو۔ شیطانی کام اور رحمانی کام میں تصادم ہو۔ تو انسان اپنی طبیعت اور نفس کے تقاضے کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مقدم رکھے۔ تب تو محبت کامل ہے ورنہ نہیں۔ لیکن اگر انسان صرف زبانی جمع خرچ کرتا رہے۔ اور کام سب اپنی طبیعت اور نفس کی خواہش کے مطابق کرے، تو یہ مکار اور دھوکہ دینے والی محبت باعث عذاب ہو گی۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر صحیح مسلمان شادی کے پہلے دن ہی شیطان کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں، من گھڑت رسومات، بدعات، خلاف سنت کام کرتے ہیں۔ اور جب اُن سے اس کے متعلق پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ صاحب! ہم تو دنیا کُتے ہیں۔ کہاں ہم اور کہاں صحابہ کرامؓ ہم گنہ گار ان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کتوں کے ...... لئے نہیں بنائی۔ انسانوں کے لئے بنائی ہے۔ اس قسم کے لوگ منافق ہیں اور خطرہ ہے کہ یہی بدعملی انہیں جہنم میں نہ لے جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے۔

سِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ —

بہترؒ دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ صحابہؓ کرام نے دریافت کیا کہ کونسا فرقہ جنت میں جائے گا۔ تو حضور نے فرمایا کہ

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ ۝

یعنی جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔ وہ طریقہ جنہوں نے اختیار کیا وہ جنتی اور باقی سارے دوزخی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنے واشگاف الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ نجات کا راستہ صرف میری اور میرے صحابہؓ کی پیروی میں ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہم عاشق رسول اور محبت اسلام کا دعویٰ کرنے والے معاملات میں اور لین دین کے وقت اپنی من مانی کرتے ہیں۔ نفس و شیطان کو خوش کرتے اور اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔ ایک دوسرے مسلمان کی معمولی بات پر گردن مار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلائے۔

حضرتؒ ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ان کا سامان سے لدا ہوا جہاز آ رہا تھا۔ کہ اچانک سمندر کی موجوں میں پھنس گیا لوگوں نے اطلاع دی تو الحمد للہ کہا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اطلاع آئی کہ جہاز صحیح سلامت کنارے لگ گیا ہے۔ تو فرمایا۔ الحمد للہ — لوگوں نے دونوں وقت الحمد للہ کہنے کی وجہ پوچھی فرمایا۔ کہ میں نے دونوں وقت اپنے دل کی کیفیت کو دیکھا کہ نقصان کے وقت تعلق باری تعالیٰ میں کوئی فرق تو نہیں آیا۔ اور نفع کے وقت میرا نفس خوش تو نہیں ہوا،

جب دونوں حالتوں میں تعلق باللہ کو درست پایا تو میں نے الحمد للہ کہا۔ اس کو کہتے ہیں راضی برضا الٰہی ہونا۔ جب نفس اور خدا کا مقابلہ آ جائے۔ تو مزہ تب ہے کہ خدا کو ترجیح دی جائے

جب گناہ کے اسباب موجود ہوں۔ گناہ کی طاقت ہو۔ اس وقت اپنے نفس اور طبیعت کے تقاضے کو چھوڑ کر۔ اللہ کے خوف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمساری کی وجہ سے بچا جائے۔ تب کمال ہے۔ تب محبت رسول کا دعویٰ سچا ہوتا ہے ورنہ نہیں —

لیکن آج مسلمان کہلانے والے! اگر دولت ہاتھ آ جائے۔ تو بجائے غربا اور مساکین کی مدد کے اور حج ادا کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے عیش و عشرت کی زندگی اور شیطانی کاموں میں خرچ کریں گے حقوق کی ادائیگی کی بالکل پرواہ نہیں کریں گے

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا خلاصہ یہ ہے کہ حق داروں کے حق ادا کرو۔ تم پر اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلعم، نفس، جسم، بیوی بچوں، بیوگان، محتاجوں اور مسکینوں اور ہمسایوں کے حقوق ہیں۔ ان سب کو ادا کرنے سے نجات ملے گی۔

(باقی بر صـ۱۷ دیکھئے)

خطبۃ الجمعہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

"تفکر فی خلق اللہ"

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

اما بعد:- پچھلے دو جمعوں میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ "صحبت اہل اللہ" سے "کثرت ذکر اللہ" کی توفیق ہوتی ہے اور کثرت ذکر اللہ سے "فکر" حرکت میں آتی ہے۔ فکر کا جمود ٹوٹتا ہے اس میں جلا اور نورانیت پیدا ہوتی ہے اور اس طرح قربِ الٰہی کی منزلیں طے ہونے لگتی ہیں۔

آج مجھے حق تعالیٰ شانہٗ کی معرفت کے حصول کے لئے تیسری ضروری چیز "تفکر فی خلق اللہ" کے عنوان سے اپنی معروضات پیش کرنا ہیں اور بتانا ہے کہ جب ذاکر کا قلب اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے کی برکت اور کثرت ذکر اللہ کی مداولت سے نورانی ہو جاتا ہے تو وہ جس طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے اور جس قدر حق تعالیٰ شانہٗ کی مصنوعات اور مخلوقات میں غور کرتا ہے عالم کا ذرہ ذرہ اسے معرفتِ الٰہی کا درس دیتا نظر آتا اور کائنات کا پتہ پتہ اس کے معرفت کا دفتر بن جاتا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہشیار
ہر ورقے دفتریست از معرفت کردگار

تفکر فی اللہ سے ممانعت اور تفکر فی خلق اللہ کا حکم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ جل شانہٗ ساری کائنات ارضی و سماوی اور اس میں جو کچھ ہے سب کے خالق اور مالک مطلق ہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں وحدہٗ لا شریک ہیں ان کی ذات بھی لامحدود اور ان کی صفات بھی لامحدود ہیں ___ اس کے برعکس یہ عالمِ ناسوت اور اس کی تمام... مخلوقات ممکنہ سب محدود ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہٗ جو غیر محدود ہیں حدود میں نہیں آ سکتے ___ اگر ایک ناپیداکنار سمندر ایک محدود برتن میں مقید نہیں ہو سکتا تو کیونکر ممکن ہے کہ لامحدود اور بے نہایت خدا حدود اور عقل کے پیمانے میں آ سکے ؎

ذاتِ نامحدود ناید در حدود
بحر مطلق چوں در آید در قیود

پھر انسان خدا کے بارے میں جو کچھ جانتا اور جان سکتا ہے وہ عقل کے تحیّر اور ادراک کی درماندگی کے سوا اور کچھ نہیں ہے ___ اور جو شخص وحیٔ الٰہی کی روشنی کے بغیر ذات مطلق خدا کی ہستی میں جس قدر غور و خوض کرے گا اُس کی عقل کی حیرانی اور درماندگی بڑھتی ہی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس کی راہ کی ابتداء بھی عجز و حیرت سے ہوتی ہے اور انتہا بھی عجز و حیرت سے ہوتی ہے

؎

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من!

اسی وجہ سے حکیم کائنات جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات پاک میں غور و فکر سے منع فرمایا ہے (کیونکہ عقل محدود میں ذات غیر محدود کا ادراک ناممکن اور محال ہے) اور فرمایا ہے کہ

تفکروا فی آلاء اللہ

یعنی (حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات پاک میں غور و فکر کی بجائے) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نشانیوں میں فکر کیا کرو ___ اُس ذات پاک سبحانہٗ کو پہچاننے کے لئے تمام نشانیاں زمین میں اور خود تمہاری ذات میں موجود ہیں ___ انہیں نشانیوں سے حق تعالیٰ شانہٗ کو پہچاننا چاہیئے ___

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

اور یقین رکھنے والوں کے لئے زمین میں (معرفت حق کی) نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی، پھر کیا تم دیکھتے نہیں؟

قرآن مجید

جا بجا اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان کے لئے حقیقت شناسی اور معرفتِ حق کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے وجود کے اندر اور اپنے وجود کے باہر خلق اللہ میں تدبر و تفکر کرے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ جب انسان عقل و بصیرت سے کام لے کر کائناتِ خلقت میں تفکر کرے گا۔ تو اس کا وجدان پکار پکار کر گواہی دے گا کہ نظام ہستی کا یہ پورا کارخانہ خود بخود وجود میں نہیں آ گیا بلکہ کوئی کارساز ہستی ضرور موجود ہے جس کی یہ سب کرشمہ سازیاں ہیں ___

انسانی فطرت یہ کیونکر باور کر سکتی ہے کہ عمارت موجود ہو اور معمار نہ ہو؟ کارسازی موجود ہو۔ اگر کوئی کارساز نہ ہو؟ رحمت موجود ہو مگر کوئی رحیم نہ ہو؟ فطرت تو مان ہی نہیں سکتی کہ عمل بغیر کسی عامل کے، نظم بغیر کسی ناظم کے، قیام بغیر کسی قیوم کے، عمارت بغیر کسی معمار کے اور نقش بغیر کسی نقاش کے معرضِ وجود میں آ سکتا ہے!

دعوت تفکر فی خلق اللہ

اسی لئے قرآن عزیز جب تفکر فی خلق اللہ کی دعوت دیتا ہے تو جا بجا فطرتِ انسانی کو مخاطب کرتا اور اس کی گہرائیوں سے جواب طلب کرتا ہے ___

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ۝

(سورۂ یونس آیت ۳۱ تا ۳۲)

ترجمہ! وہ کون ہے جو آسمان (میں پھیلے ہوئے کارخانۂ حیات) سے اور زمین (کی وسعت میں پیدا ہونے والے سامان رزق) سے تمہیں روزی بخش رہا ہے؟ وہ کون ہے جو بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے۔ اور پھر وہ کون سی ہستی (ہے جو یہ) تمام کارخانۂ خلقت اس نظم و نگرانی کے ساتھ چلا رہی ہے (اے پیغمبر) یقیناً وہ

رب بے اختیار) بول اٹھیں گے اللہ ہے (اس کے سوا کون ہو سکتا ہے) اچھا تم ان سے کہو، جب تمہیں اس بات سے انکار نہیں تو پھر یہ کیوں ہے کہ غفلت و سرکشی سے نہیں نکلتے؟ ہاں بے شک اللہ ہی ہے جو تمہارا پروردگار برحق ہے اور جب یہ حق ہے تو حق کے ظہور کے بعد اسے نہ ماننا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟ (افسوس تمہاری سمجھ پر) تم (حقیقت سے منہ پھرا کے) کہاں جا رہے ہو؟

ایک دوسرے موقع پر سورۂ نمل پارہ نمبر ۲۰ آیت (۶۰ تا ۶۴) میں فرمایا:-

وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا، پھر اس آب پاشی سے خوشنما باغ اگا دیئے حالانکہ تمہارے بس کی یہ بات نہ تھی کہ ان باغوں کے درخت اگاتے - کیا (ان کاموں کا کرنے والا) اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی ہے؟ (افسوس ان لوگوں کی سمجھ پر! حقیقتِ حال کتنی ہی ظاہر ہو مگر یہ وہ لوگ ہیں جن کا شیوہ ہی کج روی ہے

اچھا بتلاؤ، وہ کون ہے جس نے زمین کو (زندگی و معیشت کا) ٹھکانا بنا دیا، اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں - اس کی (درستگی) کے لئے پہاڑ بلند کر دیئے، دو دریاؤں میں (یعنی دریا اور سمندر میں ایسی) دیوار حائل کر دی (کہ دونوں اپنی جگہ محدود رہتے ہیں، کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی ہے؟ (افسوس! کیسی واضح بات ہے) مگر ان میں ایسے بھی ہیں جو نہیں جانتے ـــ

اچھا بتلاؤ، وہ کون ہے جو بے قرار دلوں کی پکار سنتا ہے - جب وہ (ہر طرف سے مایوس ہو کر) اسے پکارنے لگتے ہیں اور ان کا دکھ درد ٹال دیتا ہے - اور وہ کہ اس نے تمہیں زمین کا جانشین بنایا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی ہے؟ (افسوس تمہاری غفلت پر!) کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ تم نصیحت پذیر ہوتے

اچھا بتلاؤ وہ کون ہے جو صحراؤں اور سمندروں کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے، وہ کون ہے جو باران رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلا دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) اللہ کی ذات اس ساجھے سے پاک و منزہ ہے جو یہ لوگ اس کی معبودیت میں ٹھہرا رہے ہیں ـــ

اچھا بتلاؤ، وہ کون ہے جو مخلوقات کی پیدائش شروع کرتا ہے اور پھر اسے دوہراتا ہے اور وہ کون ہے جو آسمان و زمین کے کارخانہ ہائے رزق سے تمہیں روزی دے رہا ہے! کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی ہے؟ (اے پیغمبر!) ان سے کہو، اگر تم (اپنے رویہ میں) سچے ہو (اور انسانی عقل و بصیرت کی اس عالمگیر شہادت کے خلاف تمہارے پاس کوئی دلیل ہے) تو اپنی دلیل پیش کرو ـــ

دوسری جگہ پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۶۶ تا ۶۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

ترجمہ - اور (دیکھو یہ) چارپائے (جنہیں تم پالتے ہو) ان میں تمہارے لئے غور کرنے اور نتیجہ نکالنے کی کتنی بڑی عبرت ہے۔ ان کے جسم سے ہم خون و کثافت کے درمیان دودھ پیدا کر دیتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار مشروب ہے۔ (اسی طرح) کھجور اور انگور کے پھل ہیں جن سے نشہ کا عرق اور اچھی غذا، دونوں طرح کی چیزیں حاصل کرتے ہو۔ بلاشبہ اس بات میں ارباب عقل کے لئے (ربوبیت الٰہی) کی بڑی ہی نشانی ہے۔

اور (پھر دیکھو) تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کی طبیعت میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان ٹٹوں میں جو اس غرض سے بلند کر دی جاتی ہیں اپنے لیے گھر بنائے پھر ہر طرح کے پھول سے رس چوسے، پھر اپنے پروردگار کے ٹھہرائے ہوئے طریقوں پر کامل فرمانبرداری کے ساتھ گامزن ہو۔ (چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ) اس کے شکم سے مختلف رنگوں کا رس نکلتا ہے۔ جس میں انسان کے لئے شفا ہے۔ بلاشبہ اس بات میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بڑی ہی نشانی ہے۔

سورۂ واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

اچھا تم نے اس بات پر غور کیا کہ جو کچھ تم کشت کاری کرتے ہو، اسے تم اگاتے ہو، یا ہم اگاتے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں۔ اور تم صرف یہ کہنے کے لئے رہ جاؤ کہ "افسوس، ہمیں تو اس نقصان کا تاوان ہی دینا پڑے گا - بلکہ ہم تو اپنی محنت کے سارے فائدوں سے محروم ہو گئے" ـــ

اچھا تم نے یہ بات بھی دیکھی کہ یہ پانی جو تمہارے پینے میں آتا ہے، اسے کون برساتا ہے؟ تم برساتے ہو۔ یا ہم برساتے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے (سمندر کے پانی کی طرح) کڑوا کر دیں - پھر کیا اس نعمت کے لئے ضروری نہیں کہ تم شکرگزار ہو۔ اچھا تم نے یہ بات بھی دیکھی کہ یہ آگ جو تم سلگاتے ہو تو اس کے لئے لکڑی تم نے پیدا کی ہے یا ہم پیدا کر رہے ہیں -

یہ سب آیات بتلاتی ہیں - کہ قرآن عزیز معرفت الٰہی کی بنیاد تفکر فی خلق اللہ پر رکھتا ہے اور اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالنے کی دعوت دیتا ہے۔

مثالی پیکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کائنات میں خلق اللہ میں غور و فکر کے بعد معرفت الٰہی حاصل کرنے والے صحابہ کرام ؓ ہیں ان کے متعلق قرآن عزیز میں ارشاد ہوتا ہے

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

یعنی یہ صحابہ کرام حق تعالیٰ کی محبت میں ایسے سرگرم ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر طرح اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان کی قوت فکر کثرت ذکر سے اس قدر نورانی ہو گئی ہے کہ اسی نورانی فکر سے آسمان اور زمین میں غور کیا کرتے ہیں ـــ اور ان مصنوعات عجیبہ سے صانع حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود پر استدلال کرتے ہیں ـــ اصل میں حقیقی فکر وہی ہے جو راستہ کھول دے اور حقیقی راستہ بھی وہی جو اللہ تک پہنچا دے ـــ

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے
راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فکر، ذکر کے انوار سے اس قدر نورانی

باقی ص ۱۸ پر

دُنیا کا مُسافر

★ — از جناب مولانا سعد حسن صاحب ٹونکی

آخرت کی تیاری

اے انسان تو دنیا میں مسافر یا راہ گیر ہے، دنیا تیری راہ سفر ہے۔ لیکن ہر سفر کی راہ متعین و مقرر ہے۔ بخلاف دنیا کی راہ کے کہ اس کی کوئی تعداد نہیں۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں، نہ یہ راہ مہینوں اور دنوں سے ناپی جا سکتی ہے۔ نہ یہ گھڑیوں اور ساعتوں کے شمار میں آ سکتی ہے۔ کسی کو کیا پتہ وہ کب تک ہے اور کب نہیں، کب تک رہے اور کب چل بسے انسان کے آنے میں پھر بھی دیر ہے، جانے میں کچھ دیر نہیں، اس لئے اے انسان ہر وقت تیاری میں رہ۔ آخرت کے استقبال میں رہ ایسا نہ ہو کہ تو تیار نہ ہو بے سروسامان ہو۔ اور موت کا فرشتہ تیرے اوپر سوار ہو، سفر تیرا ختم ہو مگر تو آخرت کے لئے کچھ نہ رکھتا ہو کیا تجھے پتہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے۔

اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ قَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ مَا قَدَّمَ وَ قَالَ بَنُوْ آدَمَ مَا خَلَّفَ۔

یعنی جب انسان اس دار فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کرتا ہے (اور ابھی چار بھائیوں کے کندھوں پر ہوتا ہے)، تو فرشتے اور انسان (اس کے بارے میں اپنے اپنے خیالات کے مطابق سوالات کرتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ اس مرنے والے نے اپنی آخرت کے لئے کیا بھیجا، اور آدمی کہتے ہیں کہ اس نے دنیا میں کیا چھوڑا،

پس اے دنیا سے چل بسنے والے انسان فرشتوں کی نظر سے اپنے کو جانچ اور اپنے سامان کا جائزہ لے کہ وہ دنیا میں رہ جانے والا ہے یا تیرے ساتھ جانے والا ہے، یہاں رہ جانے والا سامان یہیں چھوڑ، اور ساتھ جانے والا سامان ہر دم اپنے ساتھ رکھ، اس بے وفا زندگی پہ تو تکیہ لگائے بیٹھا ہے، اس فانی حیات پہ تو نے بھروسہ کر رکھا ہے، زندگی کی حقیقت کو سمجھ، موت کے آنے کی رفتار کو پہچان، تیری زندگی کیا ہے ایک ہوا ہے جس کا نام تو نے سانس رکھا ہے، وہ کبھی چلتی ہے کبھی رکتی ہے، کبھی ایک سمت چلتی ہے کبھی اپنا رُخ پلٹتی ہے، یہ نہ چلنے میں وقت لیتی ہے نہ رکنے میں اس کا چلنا تیری زندگی ہے، اس کا رُکنا تیری موت ہے، ابھی ہوا رُکی اور ابھی تیرا سفر دنیا بھی رُکا، اور تو منزل پہ پہنچا، تیرا کیا تیرے سامنے آیا پھر کان کھول اور یہ بھی سن اور ہم سے نہیں بلکہ اپنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سن

یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ

کہ قیامت کے دن ہر بندہ اس حالت پہ اٹھایا جائے گا جس پہ کہ وہ مرا ہے۔

گویا تیرا سفر دنیا گو اچھا کٹا ہو، عمدہ گزرا ہو۔ مگر اعتبار اسی حالت کا ہوتا ہے جس پہ تیرا خاتمہ ہوا ہو، جس پر تو نے دنیا سے اپنا بستر لپیٹا ہے۔ اگر تو گناہ سے ہر گھڑی اور ہر وقت چوکنا رہے گا، قدم قدم پہ موت سے کھٹکتا اور ڈرتا رہے گا تو دنیا سے تیرا کوچ بری گھڑی کبھی نہیں ہوگا۔ بلکہ تیرا خاتمہ بالخیر ہوگا، دنیا سے سرخرو جائے گا اور آخرت میں بھی سرخرو رہے گا اور آج نہیں کل کروں گا، ابھی نہیں پھر کر لوں گا کے چکر میں پھنسا رہے گا تو یاد رکھ جلد عذاب الٰہی کا نشانہ بنے گا اور دوسروں کو اپنے اوپر ہنسائے گا دنیا کے معاملات میں سوچ بچار ٹھیک ہے، دنیا کے دھندوں میں تاخیر و درنگ مناسب ہے لیکن آخرت کی باتوں میں دیر لگانا اپنے کو موت کی اچانک گولی کا نشانہ بنانا ہے —

اَلتُّؤَدَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرًا اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ (ابوداؤد)

تاخیر اور ڈھیل ہر چیز میں بہتر ہے مگر عمل آخرت میں یعنی اس میں تاخیر ہرگز مناسب نہیں —

اور اے غافل انسان ذرا عقل سے کام لے اور یہ سوچ کر اپنی غلطی آپ نکال لے کہ اگر تجھ کو یہ پتہ ہو کہ کل تجھ پہ آئے گا تو تجھ کو اختیار ہے کہ آج کے عمل کو تو کل پہ ٹال اور آج اور آرام کر لے لیکن تجھ کو یہ علم کب ہے کہ کل تو زندہ رہے گا، زندگی تو زندگی تجھ کو یہ پتہ نہیں کہ کل تو کیا کرے گا —

فرمان الٰہی ہے

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا

کہ کوئی شخص نہیں جانتا، کہ کل وہ کیا عمل کریگا

تیری موت کی کنجی خود تیرے ہاتھ میں نہیں کہ کل تک تو اپنے ارادہ سے زندہ رہ لے، بلکہ تیری زندگی کی باگ تیرے پروردگار کے ہاتھ میں ہے اُسی کے حکم سے تو زندہ ہے اُسی کے حکم سے تو مرتا ہے اور اس کے حکم کا تجھ کو کیا پتہ ہے تو کیا جانے کس وقت تیری موت کے لئے وہ حکم دیتا ہے، پھر ایک دھوکہ کی چیز پہ آخرت کی اصل چیز کا مدار کیوں رکھتا ہے اور یہ موجودہ وقت جو بلاشک تیرے ہاتھ میں ہے اس کو دنیا کی دھوکہ کی زندگی میں کیوں کھپاتا ہے، عقل کو شرماتا ہے انصاف کا خون کرتا ہے۔ اگر تو بڑی بڑی کوٹھیوں پہ فریفتہ ہے، شاندار محلات کا دل دادہ ہے تو خدا را پتھروں اور اینٹوں میں اپنا دل نہ گنوا، تیرا اصل آرام دنیا کے بالا خانوں میں نہیں بلکہ خاک کی گود میں ہے۔ یہ رہائشی ٹھاٹھ باٹ تو بہت جلد یہیں چھوٹ جائے گا، اور تو زمین کی تہ میں پڑا ہوگا اور تو نہ بالا خانوں میں ہوگا، نہ اونچی اونچی کوٹھیوں میں ہوگا، بلکہ انہیں بالا خانوں پر رہنے والوں کے قدم تیرے سر پہ ہوں گے اور تو ان کے قدموں میں دبا پڑا ہوگا، لہٰذا تو عمل خیر سے اسی خاک کی آبیاری کر اور اسی کو اپنے لئے جنت کا باغیچہ بنا کر تو اس میں دولہا کی طرح آرام کی نیند سو جا۔

رہائشی آرام پہ مٹنے والے انسان! ذرا تو اپنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی سن،

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاُمِّیْ نُطَیِّنُ شَیْئًا وَ قَالَ مَا ھٰذَا یَا عَبْدَ اللّٰہِ قُلْتُ شَیْءٌ نُصْلِحُہٗ قَالَ الْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِکَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور میری والدہ مٹی سے اپنے مکان کی درستی کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پہ گزر ہوا اور آپؐ نے مجھ سے پوچھا، کہ اے عبداللہ یہ کیا کر رہے ہو، میں نے عرض کیا کہ اس مکان کو درست کر رہا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ موت اس سے بھی جلد آنے والی ہے —

یعنی فرمایا کہ مکان گرنے سے پہلے موت کا تم تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے گویا تم کو یہی تو خوف ہے کہ تمہاری موت سے پہلے تمہارا مکان گر جائے، لیکن یہ بھی تو کھٹکا ہے کہ مکان گرنے سے پہلے تم نہ مر جاؤ۔ لہٰذا مکان کی درستی سے پہلے عمل کی درستی کی فکر کرو، اور پہلے آنے والی چیز کی پہلے تیاری کرو۔

یہ تو کچے مکان کا قصہ ہے، اور آج کے انسان کا دل تو کوٹھیوں میں الجھا پڑا ہے، مٹی کے ڈھیر کو وہ بھولا بیٹھا ہے، تو اس کا اپنی جان پہ ظلم تو اور بھی بڑا ہے

اے دنیا کے مسافر! اگر تو کھانے پہ فدا ہے پیٹ کا بندہ ہے اور یوں آخرت کو بھولا ہے تو یہ

سمجھ کہ تو انسانیت سے گر کر جانور سے جا ملا ہے جانور دنیا میں کھانے کے لئے آیا ہے، اور تو کھانے کے لئے نہیں عبادت کے لئے آیا ہے۔

انسان پوری دنیا کا سردار ہے اور جانور اس کا خادم ہے، اگر بہت کھانا فخر اور برتری کی نشانی ہوتا، تو سردار خادم سے زیادہ کھانے کے قابل ہوتا، خادم کو کم ملتا اور سردار کو زیادہ ملتا مگر قدرت کا نظام تو یہ ہے کہ جانور کا پیٹ پانچ سیر اور دس سیر کھانے کا لگایا اور سردار کا ایک پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ کھانے کا گویا بتایا کہ اے عقلمند انسان تیری برتری کھانے سے نہیں عبادت سے ہے تیری سرداری اور عظمت بسیار خوری میں نہیں کم خوری میں ہے تو کم کھائے گا تو بسیار خوروں پر سرداری کرے گا اور اپنے سردار پروردگار عالم کے سامنے جھکا رہے گا تو اپنے سردار کو دیکھ کہ وہ کھانے سے بالکل ہی بے نیاز ہے، اور وہ تیرا بھی سردار ہے، لہذا تو زیادہ کھا کر اپنے خادموں سے کیوں ملتا ہے، اپنی سرداری پر کیوں حرف لاتا ہے۔ پھر کھانے کے دلدادہ انسان! تو ذرا اپنے فعل کی حقیقت تو سمجھ کہ تجھ میں عقل آئے، تو دراصل زبان کے چٹخاروں کے ہاتھوں بکا ہے ایک قطعہ گوشت پر تو نے آخرت کی بھلائی کو قربان کیا ہے، ہونٹوں سے باہر لذیذ ترین چیز، مٹی برابر، وہ نہ میٹھی نہ کڑوی ہے نہ اچھی اور بری ہے۔ بس جب تک زبان پر ہے لذت ہے، جب زبان سے اتری مٹی ہے۔ اس لئے ہندی میں مثل مشہور ہے۔ اترا گھاٹی ہوا ماٹی یعنی کھانا حلق سے اتر کر مٹی ہوا۔ پھر یہ زبان کی لذت بھی دنوں اور گھنٹوں کی نہیں، منٹ دو منٹ کی ہے۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اے انسان! کہ تو منٹوں کے مزے کی خاطر لاکھوں برسوں کے آرام اور چین ہاتھوں سے دیدے اور ہمیشہ کی زندگی پر خاک ڈال دے۔ اگر تجھ کو مال ملا ہے اور دولت کا تو گرویدہ بنا ہے اور یوں تو آخرت کو پس پشت ڈالا ہے، تو تیری عقل پر صد حیف ہے تو نے یہ کبھی نہیں سوچا، اس طرف تیرا کبھی دھیان نہیں گیا کہ یہ دولت جو تیرے ہاتھ میں آج ہے کتنے انسانوں کے ہاتھوں میں سے یہ گزر چکی ہے کتنوں کو یہ لے ڈوبی ہے اور آج تیری باری ہے، یہ دولت نہ کسی کی بنتی ہے نہ بنے گی، یہ صرف تیرے مالک حقیقی کی ہے۔ اگر تو اس کے مستقبل کو دیکھے تو تجھ کو اور بھی نصیحت اور عبرت ہو۔ آج تیرے ہاتھ میں جو دولت ہے تیری نہیں، تیرے پس ماندگاں اور وارثوں کی ہے آج نہیں تو کل، موت سے پہلے نہیں تو موت کے بعد ان کی ہے، پھر دوسرے کے مال و دولت پر تو خوشیاں مناتا ہے، دوسروں کی ملکیت پر شادیانے بجاتا ہے۔ یہ سمجھ کہ کہاں تک زیبا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ایک روز نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے سوال فرمایا۔

أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ

یعنی تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ وارث کا مال پیارا ہو۔

عرض کیا گیا ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنے مال سے زیادہ وارث کا مال پسند کرتا ہو۔ تو آپؐ نے فرمایا۔

فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ۔

اس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا اور وارث کا مال وہ ہے جو اس نے اپنے مرنے کے بعد چھوڑا،

مال داروں اور دولت پرستوں کے لئے کیا زریں نصیحت ہے یہ کہ دولت کو سینہ سے لگائے رکھتے ہیں۔ جان سے زیادہ عزیز جانتے ہیں اور اس میں سے اللہ کی راہ میں حبہ برابر صرف کرنا پسند نہیں کرتے، کیا ان کو پتہ نہیں کہ سانس کا کوئی بھروسہ نہیں ابھی آیا اور ابھی رکا سانس نکلا اور مال غیروں کا ہوا۔ ابھی اپنا تھا ابھی پرایا ہوا۔ سالوں کی جمع کی ہوئی دولت اشاروں میں قبضہ سے نکلی دوسروں کے ہاتھوں میں پہنچی۔ تو گویا جو ناسمجھ دولت جوڑ جوڑ کر رکھتا ہے پیسہ پیسہ پر نظر رکھتا ہے۔ اپنا بھلا کرتا ہے۔ حق داروں کا حق مارتا ہے خود مصیبت جھیلتا ہے، مگر پیسوں پر آنچ نہیں آنے دیتا وہ درپردہ غیروں کے مال کو پسند کرتا ہے اس کا مال وہ ہے جو وہ اللہ کی راہ پر صرف کر کے اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ بناتا ہے۔ یہاں کے لئے نہیں وہاں کے لئے جوڑتا ہے۔ دنیا کی گزرگاہ جان کر آخرت کی منزل کی فکر رکھتا ہے اور وہیں کا سامان اکٹھا کرتا ہے۔

اے مال کے رسیا! ذرا مال کو اور قرب سے دیکھ، اپنی نگاہ سے نہیں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے دیکھ، یہ مال جس پر تو اپنا خون گراتا ہے مرتے وقت سب سے پہلے یہی تجھ کو دغا دیتا ہے۔ ادھر تیرا دم نکلتا ہے ادھر تیرا مال تیرے قبضے سے نکلتا ہے۔ سن فرمان نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے

أَخِلَّاءُ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ إِلَى قَبْضِ رُوحِهِ وَالثَّانِي إِلَى قَبْرِهِ وَالثَّالِثُ إِلَى مَحْشَرِهِ فَالَّذِي يَتْبَعُهُ إِلَى قَبْضِ رُوحِهِ فَهُوَ مَالُهُ وَالَّذِي يَتْبَعُهُ إِلَى قَبْرِهِ فَهُوَ أَهْلُهُ وَالَّذِي يَتْبَعُهُ إِلَى مَحْشَرِهِ فَهُوَ عَمَلُهُ (احمد)

انسان کے تین دوست ہیں ایک نکلنے تک ساتھ رہتا ہے، دوسرا آخیر تک ساتھ رہتا ہے، تیسرا حشر تک نہیں چھوڑتا پہلا دوست اس کا مال ہے۔ دوسرا اس کے گھر والے ہیں۔ تیسرا دوست اس کا عمل ہے۔ جو حشر تک اس کے گلے کا ہار بنا رہتا ہے۔ یا گردن کا طوق ہو جاتا ہے

پس آخر تک ساتھ رہنے والے دوست کو بنا اور سب سے پہلے چھوڑنے والے کو سب سے پہلے چھوڑ، وہ تجھے بعد میں چھوڑے تو اس کو آج چھوڑ دے تجھ سے ٹھہر کر بے رخی کرے تو آج اس سے بے رخی برت، دیکھ مال میں وہ خطرات ہیں جو تو کسی چیز میں نہیں پائے گا

حضرت یحییٰ بن معاذ رحؒ نے فرمایا کہ دو مصیبتیں ایسی ہیں۔ جو اگلوں اور پچھلوں نے کبھی نہیں سنیں۔ یعنی وہ مصیبتیں جو بندہ پر موت کے وقت گرتی ہیں پوچھا گیا حضرت وہ کیا کیا، فرمایا

يُؤْخَذُ مِنْهُ كُلُّهُ وَيُسْأَلُ عَنْهُ كُلِّهِ

مرتے وقت ادھر تو سب مال چھنتا ہے ادھر سب کا حساب گردن پر آتا ہے۔ ہاتھ مال سے خالی ہے اور گردن جواب دہی کے بوجھ سے بھاری ہے مال خود گیا مگر حساب سب کا چھوڑ گیا

نقل ہے کہ محمد بن کعب قرظیؒ کو بہت کچھ مال ملا مگر انہوں نے اس کو راہ خدا میں لٹا دیا۔ آپ سے کہا گیا کہ کاش اس کو اپنے بعد اپنے بیٹے کے لئے چھوڑتے، فرمایا کہ اس کو تو میں خود اپنے پروردگار کے پاس ذخیرہ بناتا ہوں، اور اپنے پروردگار کو اپنے بیٹے کے لئے کارساز چھوڑ جاتا ہوں، سچ ہے مال انسان کا دراصل وہی ہے، جو وہ خدا کی راہ میں صرف کر کے آخرت کے لئے بھیجتا ہے اور اپنی عافیت کے لئے ذخیرہ کرتا ہے، باقی سب غیروں کا ہے۔ ابھی نہیں تو کچھ دنوں بعد انسان کی حیثیت محض چوکیدار اور رکھوالے کی سی ہے جو دوسرے کے مال کے دھوکہ میں حفاظت کر رہا ہے

دنیا کے مال کی حقیقت

ایک جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بذریعہ ارشاد نبویؐ ملتا ہے، جو مال دار کو خواب غفلت سے جگاتا ہے، ان کی آنکھوں پر سے غفلت کی پٹی کھولتا ہے فرمان ہے

يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ

آدم کا بیٹا کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے، یہ میرا مال

ہے۔ حالانکہ اسے ابن آدم دانسان، تیرے مال میں سے تجھ کو کچھ نہیں ملتا، مگر صرف اتنا جتنا کہ تو نے کھایا اور خراب کیا، پہنا اور پھاڑ ڈالا، اور خیرات کیا اور آخرت کے لئے ذخیرہ کیا۔

پس دنیا کے مال کی یہی حقیقت ہے، کہ یاتو اس کو انسان نے زبان کا چٹخارا اور پیٹ کا لقمہ بنا یا، اور پھر غلاظت کی شکل میں اس کو مٹی میں ملایا، اس کو تن کی زیبائش اور آرائش کا سبب ٹھہرایا اور ایک روز اس کو پرانا کر کے تن سے جدا کر دیا یا پھر اللہ کی راہ میں اس کو لٹایا اور یوں اس کو ذخیرہ آخرت بنا کے آگے چلایا اب یہی آخری مال آخرت تک جاتا ہے اور مالک سے مالک حقیقی تک پہنچتا ہے راستہ کو نہیں منزل کو بتاتا ہے

ایک جگہ اور بھی صاف ارشاد ہے اور اس میں چار مال بتائے ہیں۔ فرمان گرامی ہے۔

يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ وَاِنَّ مَالَهٗ ثَلٰثٌ مَا اَكَلَ فَاَفْنٰى اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى اَوْ اَعْطٰى فَاَقْنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ۔ (مسلم)

بندہ کہتا رہتا ہے کہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے صرف تین قسم کے مال اس کے ہیں۔ ایک وہ جو اس نے کھایا اور ختم کیا، دوسرا وہ جو اس نے پہنا اور پھاڑا۔ تیسرا وہ جو اس نے خدا کی راہ میں دیا اور آخرت کے لئے ذخیرہ کیا

ان تینوں قسم کے مال کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب یہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے، یہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انسان کے مال کی تین قسمیں بتائیں، چوتھی قسم کو غیروں کا مال بتایا

مگر اے انسان تیرا مال درحقیقت وہ بھی نہیں، جو کھایا پہنا کیونکہ وہ مال جو گھنٹوں اور دنوں میں تیرا ساتھ چھوڑ دے، فنا کی نذر ہو، عدم کے سپرد ہو، اس کا لطف وقتی اور عارضی ہو خواہ زبان کا مزہ ہو، یا لباس کا دکھاوا ہو۔ وہ دراصل مال نہیں وبال ہے، مال نہیں خواہش کا جال ہے مال تو وہ ہے جو تو فنا کے لئے نہیں بقا کے لئے جوڑے وقتی فائدہ نہیں دائمی فائدہ اس سے اٹھائے۔

اے دنیا کے مسافر! دیکھ دنیا سے نہیں آخرت بنا، تجھ کو دنیا میں رہنے کے لئے نہیں گذرنے کے لئے بھیجا ہے، تو کھونے کے لئے نہیں بنانے کے لئے آیا ہے۔ اس لئے عقل کا تقاضا ہے کہ تو اس راہ دنیا سے گزرنے کے بعد کی سوچے، اور وہاں کی فکر وبال نہیں یہیں سے کرے۔ یہاں کی غفلت میں وہاں کی حسرت ہے، اور وہاں کی بیداری میں ابدی سعادت ہے، آج جو دنیا پہ فریفتہ ہوا وہ آخرت میں جاکر سخت حیران اور سراسیمہ ہوا، اور اپنی نجات کی کوئی راہ نہ نکال سکا، اس سے صاف کہہ دیا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

یعنی یہ اس کی وجہ ہے جو آگے بھیج چکے ہیں، تیرے دونوں ہاتھ اور اس لئے کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا،

پس یہ تیرے کئے کو تک رہے ہیں، جو آج تیرے سامنے ہیں، یہ تیرے اپنے ہاتھوں کے کرتوت ہیں، جن کا مزہ تو آج چکھ رہا ہے، تو دنیا کی راہ گزر میں آج کا دھیان رکھتا، راحت کا سامان مہیا کرتا تو راحت پاتا۔ لیکن تو نے تو سارا راستہ غفلت میں کاٹا تو نے یہاں آکر سر پیٹا، دنیا میں خوب بہکا، تو یہاں آکر اس کا خمیازہ بھگتا، اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا جو جیسا کرتا ہے، اس کو ویسا ہی بدلہ دیتا ہے اچھے کو اچھا برے کو برا۔ لیکن تو نے تو اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری، اور اپنی قسمت اپنے ہاتھوں پھوڑی

اے آخرت کے راہی! اور سن مال کی تباہ کاری دنیا کا مال جس پہ تو فدا ہے۔ جس کے پیچھے تو نے دین گنوایا، آخرت کو بگاڑا ہے۔ جانتا ہے وہ کیا کر دکھاتا ہے۔ اس کے پیچھے جس قدر لگے گا اسی قدر وہ تجھ کو پچھاڑے گا۔ تو جتنا چاہے مال جمع کر لے، جس قدر چاہے جوڑ لے تسلی کو ترسے گا، تشفی نہ پائے گا، آرزو اور بڑھے گی، خواہش دوچند ہو گی، تو گویا مال کے لئے ہیضہ کے اس مریض کی مانند ہو گا۔ جس کو اگر گھڑے کے گھڑے پانی کے پلائے جائیں۔ جب بھی ہائے پیاس ہائے پیاس پکارتا رہے گا۔

یا اس بیمار کی طرح ہو گا جس کو جوع البقر ہو کہ اگر غلہ کے انبار کے انبار اس کو کھلائے جائیں، تو بھوک بھوک کی صدائیں لگاتا رہے گا اور تسلی کسی صورت سے نہ پائے گا

تیرے نبی اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف صاف فرمان ہے جو محتاجوں کے لئے بشارت کا کھلا پیغام ہے

اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ اَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَاءَ (ترمذی)

جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے، تو اس کو دنیا سے بچاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

انتقال پر ملال

سمندری ۵ رجولائی میانوالی سے اطلاع پہنچی کہ سید اختر حسین شاہ ترمذی چند دن علیل رہ کر مورخہ ۴/۷/۶۳ ۱۰ بجے دن انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سید اختر حسین شاہ سید ڈاکٹر مظفر حسین شاہ کے چچا زاد برادر تھے مرحوم صلوٰۃ وصوم کے پابند تھے اور میانوالی میں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھے۔ جامع مسجد محمدیہ میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی ہے اور اراکین انجمن محمدیہ ڈاکٹر صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں

دعا ہے کہ لواحقین کو اللہ تعالےٰ صبر جمیل عطا فرمائیں —— شریک غم محمد علی جانباز خطیب (جامع مسجد محمدیہ سمندری)

قبول اسلام

بہاولپور ۹ رجولائی فلپ ولد حمید الدین عیسائی نے برضا و رغبت بقائمی ہوش وحواس خمسہ مبلغ "اسلامی مشن پاکستان" کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جمیع مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اس کے لئے استقامت کی دعا فرمائیں اسلامی نام عبدالکریم رکھا گیا ہے (خادم اسلامی مشن پاکستان بہاولپور (سیف اللہ

"دعائے صحت"

حضرت مولانا افتخار احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصار بھیرہ کے کان میں کچھ تکلیف باقی ہے احباب خلوص دل سے مولانا کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں



روحانی امراض کا ہسپتال

از محمد عثمان غنی بی اے وار گینٹ

(قسط نمبر ۱)

حفیظ:۔ اے بشیر محترم! دیکھو ہمارا کاروبار
صوفی بشیر:۔ یہ عنایت ہے حفیظ محترم اس ذات کی
حفیظ:۔ میں نے اپنے کارخانے میں لگایا مال و زر
یہ ثمر ہے میری محنت کا مرے بھائی بشیر!
صوفی بشیر:۔ آپ کی عقل و خرد پر کس لئے پردہ پڑا
یہ تو ہے کفرانِ نعمت تم ہو روحانی مریض
یہ خدا کی ہے کریمی یہ اُسی کا ہے کرم
ہاتھ میں ہے اس کے عزت اور ذلت کی کلید
حفیظ:۔ گر یہ سب کچھ ٹھیک ہے تو پھر مجھے بتلایئے
کیوں ہے خالی چین سے انسان کا قلب حزیں
صوفی بشیر:۔ چین ملتا ہے دلوں کو جب کریں ذکرِ خدا
صحبت مردِ خدا گر ہو میسر آپ کو
دل کی کھیتی صاف کر کے ذکر کا بوئیگے بیج
حفیظ:۔ جب خدا نے سارے بندوں کو بنایا خاک سے
صوفی بشیر:۔ کاش ہوتا آپ کے دل میں اگر خوفِ خدا
آیئے اک مردِ کامل سے ملائیں آپ کو
حفیظ:۔ جلد لے چلیئے مجھے مردِ خدا کے سامنے
میں سمجھتا ہوں کہ میں ہوں سب سے بڑھ کر بانصیب
مجھ پہ حیرت اور تف ہے آہ غیرت کش ہوں میں
سبز ہو سکتی ہے میری بھی کبھی کشتِ امید
صوفی بشیر:۔ بس حفیظِ محترم اب کام کچھ مشکل نہیں
مردِ کامل کی نصیحت کا بہت ہوگا اثر
مرد کامل:۔ اے عزیزانِ گرامی! مت بھلانا موت کو
مال و دولت کو ٹھیاں سب اس جگہ رہ جائینگی
قبر کی منزل کٹھن ہے جان لو تم بالیقیں
نیک عملوں سے بنے گی قبر بھی جنت کا باغ
جو زمانہ جا چکا اس پہ ندامت کیجئے
اے خدا تیرا کسی نے حکم تبلایا نہ تھا؟
میں تمہیں پہنچا چکا ہوں ربِ عزت کا پیام
حفیظ:۔ یاالٰہی مردِ حق کے سامنے حاضر ہوں میں
تیری بخشش کے خزانوں میں نہیں کوئی کمی

کل تلک نادار تھے اور آج ہیں ہم مالدار
جو ہے رازق آپ کا اور ہے مرا پروردگار
میں نے محنت کی ہے اس پہ جان سے لیل ونہار
آج دنیا میں ہے قائم چار سو میرا وقار
کیوں سمجھتے ہو خدا کو اس قدر بے اختیار
کیوں ہوئے جاتے ہو تم اس مرض موذی کا شکار
کر دیا ہے آپ کو اتنا بڑا سرمایہ دار
شاہ کو کر دے گدا، کر دے گدا کو تاجدار
کس لئے انسان پھرتے ہیں جہاں میں بے قرار
کس وجہ سے ہے جہاں میں خلفشار و انتشار
خوبیاں اس ذکر کی میں کر نہیں سکتا شمار
آپ کی آنکھیں کھلیں اور دور ہو گرد و غبار
آرزو کا نخل پھر لائے گا اچھے برگ و بار
کس لئے انساں ہو انسان کا طاعت گزار
کاملوں اور ناقصوں میں فرق ہوتا آشکارا
اپنے ماضی پہ یقیناً آپ ہوں گے شرمسار
میرا دامن تو گناہوں سے ہے بے حد داغدار
میں معاصی میں اٹا ہوں میں ہوں بے حد نابکار
آیۂ لَا یَقْنَطُوْا کا ترجمان آئینہ دار
اے بشیر محترم اے میرے اچھے غمگسار
دل مسیحا آپ کا آنکھیں ہوئیں ہیں اشکبار
آیئے چلیئے وہاں اب کیجئے نہ انتظار
یاد رکھو زندگی ہے چند روزہ مستعار
ساتھ جائے گا نہ کچھ سب ہیں فقط دو دن کے یار
اِک ذرا سی کوٹھڑی ہے تنگ اور تیرہ و تار
کب تلک غفلت شعاری ہوشیار رہو ہوشیار
اپنا مستقل بنا لو خوش نما و شان دار
یہ نہ کہنا حشر کے میداں میں اے غفلت شعار
مان جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے پیش کردگار
اپنے ماضی پہ ہوں نادم اے مرے پروردگار
بخش دے میری خطائیں اور سن میری پکار

مجھ کو اچھے کام کرنے کی سدا توفیق دے
زندگی میں بندگی کی اے خدا توفیق دے

نقد و نظر

حافظ نور محمد انور

"مُعَلِّمُ الدِّین"

تصنیف قاری شریف احمد صاحب
صفحات = ۲۷۲ سائز ۳۰×۲۰/۱۶
سرورق = رنگدار لکھائی چھپائی عمدہ
قیمت ۳ روپے علاوہ محصولڈاک
ملنے کا پتہ = رشید احمد مسجد سٹی اسٹیشن میکلوڈ روڈ کراچی نمبرا

اس کتاب میں مصنف نے دین کے ضروری مسائل بیان کئے ہیں۔ اور آخر میں مختلف دعائیں فضائل درود شریف، چہل حدیث وغیرہ کا بھی مختصر بیان کر دیا ہے۔ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ تاکہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

آج کل ایسے لوگ بہت کم نظر آئیں گے جو دینی مسائل اور صلوٰۃ وصوم کے ضروری مسائل سے واقفیت رکھتے ہوں۔ اگر کسی کے گھر میں کوئی فوت ہو جائے تو اس کی اولاد اور اکثر اقربا تک کو دعائے جنازہ اور نماز جنازہ کی نیت تک نہیں آتی۔ اور وہ نماز جنازہ کی صفوں میں گونگوں کی طرح چپ چاپ کھڑے رہتے ہیں۔ اگر ان سے دنیاوی مسائل پر کسی قسم کی گفتگو کی جائے تو فوراً جواب دیں گے مگر دینی مسائل سے بالکل ناواقف ہونگے۔

ایسے حضرات کے لئے یہ کتاب نسخہ کیمیا کا درجہ رکھتی ہے اس میں مفصل طور پر دینی مسائل عام فہم زبان میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ جس گھر میں یہ کتاب ہوگی اس گھر کے احباب کو دینی مسائل میں معلم کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ ...... کیونکہ یہ کتاب خود ......
"مُعَلِّمُ الدِّین" ہے۔

عزیزی محمد نعیم متوجہ ہو

بیٹا!
آپ کا خط ملا۔ آپ کی بڑی تلاش کی گئی ... آپ نہ مل سکے۔ مجھے سخت بے چینی ہے آپ یہ سطور پڑھتے ہی گھر چلے آئیں یا ہمیں اطلاع کریں کہ آپ کو لے جائیں۔

فقط آپ کی والدہ
مکان نمبر ۲۰۷۳/۲ حسین آگاہی ملتان

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

قاری عبدالمجید بھاگری امام مسجد سکھنالہ وخطیب مسجد ادمنی بسر ...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ• اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ــــ اَمَّا بَعْدُ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ٥

(النِّسَاءُ آیت ۹۴)

اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ یعنی جہاد کے لئے سفر کیا کرو۔ تو ہر کام قتل ہو یا اور کچھ ہو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے علامت اطاعت کی ظاہر کرے۔ جیسے کلمہ پڑھنا یا مسلمانوں کے طرز پر سلام کرنا یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو دل سے مسلمان نہیں، محض اپنی جان بچانے کو جھوٹ موٹ اظہارِ اسلام کرتا ہے۔ اس طور پر کہ تم دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش کرتے ہو، کیونکہ خدا کے پاس یعنی ان کے علم و قدرت میں تمہارے لئے بہت غنیمت کے مال ہیں۔ جو تم کو بطریق مرضی حق ملیں گے۔ اور یاد تو کرو کہ پہلے ایک زمانہ میں تم بھی ایسے ہی تھے کہ تمہارے اسلام کے قبول کا مدار صرف تمہارا دعویٰ و اظہار تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا کہ اس ظاہری اسلام پر اکتفا کیا گیا اور تفتیش باطن پر موقوف نہ رکھا۔ سو ذرا غور تو کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (بیان القرآن)

شانِ نزول

رحمتِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے عرب کے ایک قبیلے کی طرف اسلام کا امن وسلامتی بھرا پیغام بھیجا تو اس قبیلے نے قبول کرنے کی بجائے ایسا رویہ اختیار کیا کہ اس کی اصلاح کے لئے لشکر کا بھیجنا ضروری ہوگیا اسلامی فوج کا ایک دستہ جب اس قبیلے کی طرف متوجہ ہوا تو یہ لوگ اس لشکر کی آمد کی اطلاع پاکر بھاگ گئے۔ مرداس اس قوم میں مسلمان تھے۔ یہ اپنا سامان اور بکریاں لے کر قریبی پہاڑ پر چلے گئے۔ لشکر جب تکبیر کہتا ہوا اس قبیلے کی اقامت گاہ کے قریب پہنچا تو مرداس نے بھی تکبیر بلند کی۔ مسلمانوں پر سلام کیا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہوا پہاڑ سے نیچے اتر آیا حضرت اسامہؓ بن زید نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص حقیقت میں مسلمان نہیں محض اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے تقیہ اور کذب سے کام لے کر اظہار اسلام کر رہا ہے۔ تلوار نکالی اور مرداس کی گردن اڑا دی۔ سامان قبضے میں لے لیا اور بکریاں ہانک لائے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ اس اندوہناک خبر سے جو رنج ہوا اس نے چہرہ انور کا رنگ متغیر کر دیا۔ اسامہؓ کو بلایا اور درد بھرے لہجہ میں فرمایا۔ اسامہؓ جو شخص شرک سے بیزاری اور توحید کا اقرار کر رہا تھا تو نے اسے قتل کر دیا! جناب اسامہؓ نادم ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مرداس کا کلمہ پڑھنا میں سمجھا شاید میری تلوار کے خوف سے تھا حضور نے فرمایا هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهٗ کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا کہ وہ سچ کہتا ہے یا غلط

عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے خطا ہوگئی میری مغفرت کے لئے دعا فرما دیجئے حضرتؐ نے فَكَيْفَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں تمہارے لئے کیسے بخشش طلب کروں حالانکہ تم نے ایک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والے کو قتل کر دیا۔

مرداس کا یہ قتل حضرت اسامہؓ کی اجتہادی غلط فہمی سے وقوع پذیر ہوا تھا اس لئے اس لئے اسامہؓ بن زید کی مغفرت ہوگئی اور آیت بالا کا نزول ہوا۔

حضرت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے خون کی قدر و وقعت اللہ رب العزت کے ہاں عرش سے بھی زیادہ ہے۔

معلوم ہوتا ہے ہزار کافروں کو زندہ چھوڑ دینے کا وبال بہت کم ہے ایک مسلمان کو مار ڈالنے کے وبال سے۔

ایک واقعہ

نواسۂ رسولؐ جگر گوشۂ بتولؓ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دسترخوان پر کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ غلام سالن کا ایک پیالہ لا رہا ہے۔ امام کے قریب پہنچا ہی تھا کہ پاؤں لڑکھڑایا اور سالن امام پر جا پڑا۔ غلام کی اس غفلت کی اصلاح کے لئے ایک غیظ آلود نظر اٹھنے ہی والی تھی کہ مزاج شناس غلام پکار اٹھا۔

آقا! پرہیزگار غصے کو ضبط کرنے والے ہیں۔ فرمایا میں نے ضبط کر لیا عرض کیا آقا! پرہیزگار خطاکاروں کو معاف کرنے والے ہیں۔ فرمایا میں نے معاف کر دیا۔ عرض کیا آقا! اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو بدرجہ اکمل محبوب رکھتے ہیں فرمایا جا میں نے تجھے آزاد بھی کر دیا۔

ایک دوسرا واقعہ

امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا بچپن ہے۔ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایک اعرابی آیا جو اچھی طرح وضو کرنا نہیں جانتا تھا۔ رحمتِ کائنات کے ان دو نو شگفتہ پھولوں نے دیکھا کہ یہ بوڑھا دیہاتی وضو کے طریقے سے واقف نہیں۔ قریب آئے اور بڑے مؤدب انداز میں کہا۔ باباجی ہم آپ کے سامنے وضو کرتے ہیں آپ دیکھیں ہم میں سے جو غلط وضو کرے۔ آپ اس کی اصلاح کر دیں۔

اب وضو شروع کیا ایک بھائی اعرابی کی غلطیوں کو اجاگر کرتے جا رہے ہیں دوسرے صحیح بتاتے جا رہے ہیں ـــ

وضو پورا ہوا تو اعرابی کی آنکھوں میں آنسو تھے جنہیں وہ حسنینؓ کے قدموں پر نثار کرتے ہوئے بولا صاحبزادو! میری روح تم پر فدا تم تو وضو کرنا جانتے ہو وضو تو میں غلط کر رہا تھا

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی وہ ہے جنہوں نے مسلمانوں کی دو فوجوں کے درمیان قتل و غارت اور خون خرابے کو روکنے کے لئے خلافت سے دست برداری اختیار کر لی۔

اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل حق کو ہمیشہ حق کے سامنے جھکنے ہی کی تعلیم دینے کے لئے اپنے علاوہ اقارب و احباب کو بھی خاک و خون میں تڑپا دیا ـــ

قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو۔

باقی صفحہ ۱۴ پر

حضرت حسن بصریؒ

(از حضرت سید جلال الدین احمد صاحب)

آپ کا نام حسن اور ابوسعید کنیت تھی۔ باپ کا نام لیسار تھا۔ آپ حضرت عمر فاروقؓ کے آخر عہد خلافت میں پیدا ہوئے آپ کی ماں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی لونڈی تھیں اس گھر میں آپ پیدا ہوئے اور حضرت ام سلمہؓ کی گود میں پلے اور ان کے واسطہ سے دوسری ازواج مطہرات کے گھر میں آپ آیا جایا کرتے تھے۔

آپ جب پیدا ہوئے اُس وقت صحابہؓ کی بڑی تعداد موجود تھی اور ایسی جگہ آپ پلے جہاں کی گلی گلی علم نبوی کا مخزن تھی، پھر ان کو ایسے بزرگوں کی صحبت میسر آئی جو اسلامی تعلیمات اور اخلاق نبوی کے مجسم نمونہ تھے۔ اس لئے ان کا دامن علم وعمل وفضل زہد وتقویٰ سے بھرا ہوا تھا ظاہری اور باطنی کمالات سے آپ مالا مال تھے بارہ برس کے سن میں آپ نے قرآن مجید یاد کر لیا تھا۔ اور تفسیر کا علم بڑی محنت سے حاصل کیا تھا۔ ابوبکر ہذلی فرماتے ہیں کہ تفسیر کا علم انہوں نے اس محنت سے حاصل کیا تھا کہ جب تک ایک سورہ کی تفسیر اور شان نزول وغیرہ کو پورے طور پر سمجھ نہ لیتے تھے آگے نہ بڑھتے تھے۔ وہ قرآن کے بہت بڑے عالم تھے

علم حدیث انہوں نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوموسےٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت انس بن مالکؓ وغیرہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ سے حاصل کیا تھا صحابہؓ کے علاوہ بڑے بڑے تابعین سے بھی حدیثیں حاصل کی تھیں۔ اس لئے علم حدیث میں بھی ان کا رتبہ بہت بلند تھا۔ اکثر شائقین ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث حاصل کرتے تھے۔

فقہ کے وہ بہت بڑے امام تھے، اور بصرہ کے مفتی اعظم تھے۔ حضرت ایوبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؒ سے بڑا فقیہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا حضرت ربیعؒ بن انس کہتے ہیں کہ میں دس سال تک حضرت حسنؒ کے پاس آتا جاتا رہا۔ ان سے نئے نئے مسائل معلوم ہوتے رہے۔ اس تفقہ کے ساتھ آپ میں مجتہدانہ قوت تھی۔ جن مسائل میں آپ کو کوئی حدیث نہ ملتی تھی آپ اجتہاد سے کام لیتے تھے۔

ان مذہبی علوم کے علاوہ علم ادب کے بھی بڑے ماہر اور فصیح وبلیغ تھے۔

عالموں کی صحبت آپ کو بہت محبوب تھی اُن سے باتیں کرنے میں کھانے پینے اور آرام کی بھی پرواہ نہ ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کے دیدار سے زیادہ کسی چیز میں میری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک نہیں ہوتی۔ اور فرماتے تھے کہ دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں حدیث بیان کرتے ہیں۔ خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی حمد وثنا کرتے ہیں یہ وقت آرام کرنے سے اچھا گزرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ فقیہ وہ ہے جو زاہد متقی اور پرہیزگار ہو۔ اپنے بلند مرتبہ کی پرواہ نہ کرے۔ اور اپنے سے کم رتبہ والے کا مذاق نہ اڑائے۔ اور خدا نے اُس کو جو علم دیا ہو۔ اس سے دنیاوی منفعت حاصل نہ کرے

آپ اگرچہ علوم ظاہری میں شیخ الاسلام کا مرتبہ رکھتے تھے مگر یہ علوم اُن کے لئے سرمایہ ناز نہ تھے۔ ان کا حقیقی مقام عرفان تھا۔ آپ نے علوم باطنیہ براہ راست حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاصل کئے تھے، اولیاء اللہ کے اکثر سلاسل آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت علیؓ تک منتہی ہوتے ہیں۔ تمام اکابر صوفیہ آپ کو اس سلسلہ کا شیخ الشیوخ مانتے ہیں۔

آپ چونکہ اجل صحابہؓ کی جماعت سے ملے تھے اور امہات المومنین کی گود میں آپ کی نشوونما ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کے اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ بالکل اصحاب رسول اللہ کے مشابہ تھے۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب کو دیکھا ہے۔ حسنؒ سے زیادہ کسی کو ان سے مشابہ نہیں پایا۔

آپ کے دل میں محبت الٰہی کی ایسی سوزش تھی کہ ہر وقت اللہ ہی کے خیال میں رہتے تھے کبھی آپ کو ہنسی نہ آئی تھی۔ فرماتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیتوں کو پڑھ کر غایت اثر سے زار وزار رویا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کا خوف آپ کے دل میں بے حد تھا خوف کی وجہ سے چہرہ پر کسی وقت خوشی کے آثار نظر نہ آتے تھے۔ آپ کی مجلس میں آخرت کا اکثر تذکرہ رہتا تھا۔

فرائض اور سنن کے علاوہ آپ کی اکثر عبادتیں تنہائی میں ہوتی تھیں اور ان پر اُس وقت ایک عجیب عالم ہوتا تھا۔ حضرت حمیدؒ کا بیان ہے کہ حضرت شعبیؒ نے حضرت حسنؒ سے تخلیہ میں ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے حضرت حسنؒ سے اجازت لے کر ان سے کہا کہ تشریف لے جائیے ملاقات ہو جائے گی۔ تنہا اُن کی ہمت ان کی خدمت میں جانے کی نہ پڑی۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ جب ہم لوگ اندر پہنچے تو حضرت حسنؒ قبلہ رو بیٹھے ایک عالم میں کہہ رہے تھے۔ ابن آدم تو نیست تھا ہست کیا گیا۔ تو نے مانگا تجھ کو دیا گیا لیکن جب تیری باری آئی اور تجھ سے مانگا گیا تو تو نے انکار کر دیا۔ افسوس تو نے کتنا بُرا کام کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ بے خبر ہو جاتے تھے پھر ہوش میں آ کر یہی کلمات دہراتے تھے یہ رنگ دیکھ کر شعبی نے مجھ سے کہا لوٹ چلو۔ اس وقت شیخ کسی اور عالم میں ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر انسان جو کہتا ہے اُس کو کرتا بھی ہے۔ تو یہ اس کی فضیلت ہے اور اگر کرنے سے زیادہ کہتا ہے تو وہ اس کے لئے باعث شرم ہے۔ آپ خود جب تک کسی کام کو نہ کرتے دوسروں کو اس کے کرنے کی ہدایت نہ فرماتے۔ اور جب تک کسی کام کو خود نہ چھوڑ دیتے دوسرے کو اس کے کرنے کو منع نہ فرماتے۔ آپ بلا عمل صرف زاہدوں کی سی وضع بنا لینے کو برا جانتے تھے

انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے۔ جو اس کو کبھی شہرت کبھی ریاکاری کبھی غرور کے فریب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اس سے بہت خائف رہتے تھے اور ہر وقت یہ دُعا فرماتے تھے۔ خدایا شرک غرور، نفاق شہرت طلبی کے فریب سے مجھے بچا۔ اور دین میں شک وشبہ سے ہمارے دل محفوظ رکھ۔ اے مقلب القلوب ہمارے دلوں کو دین پر قائم رکھ۔ اور مضبوط اسلام کو ہمارا دین بنا۔

آپ عوام کی عقیدت کو اور اپنی تعریف کو بُرا جانتے تھے۔ فرماتے تھے کہ عوام کی عقیدت ایک آزمائش ہے اور اپنی تعریف اچھی لگنا یہ نفس کا فریب ہے اس سے غرور پیدا ہو جاتا ہی ظالم بادشاہوں اور جابر حاکموں کے مقابلہ میں حق بات کا اعلان کرنا اور نیک کام کا حکم دینا اور بُری باتوں سے منع کرنا۔ اس کو آپ اچھا نہ سمجھتے تھے فرماتے تھے کہ مومن کو چاہیئے کہ

اپنے کو ذلیل نہ کرے۔ کیونکہ ان ظالموں کی تلواریں ہماری زبانوں سے آگے بڑھ گئی ہیں۔ جب ہم ان سے بات کرتے ہیں تو وہ تلوار سے ہم کو جواب دیتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ ایسی حالت میں آدمی کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔ اور ان ظالموں کے ظلم پر صبر کرے۔ کیونکہ لوگ اللہ تعالےٰ کی جانب سے آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں۔ صبر اور توبہ سے اللہ تعالےٰ جلد اس مصیبت کو دور کر دے گا۔ ان ظالموں سے مقابلہ کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔

لیکن جہاں سکوت کا موقع نہ ہوتا تھا۔ آپ نہایت دلیری سے بات کرتے تھے۔ یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں عمر بن ہبیرہ خراسان اور عراق کا حاکم تھا۔ اس نے عراق کے بڑے بڑے علماء کو بلایا۔ ان میں حسن بصریؒ بھی تھے سب سے کہا کہ یزید خلیفۃ المسلمین ہے۔ اُس کو خدا نے اپنا نائب کر کے بھیجا ہے اور ہم حکام کو اس کے حکم کی تعمیل کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس معاملہ میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔ سب نے سکوت اختیار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ابن ہبیرہ! یزید کے بارے میں خدا کا خوف کر۔ خدا تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے۔ لیکن یزید تجھ کو خدا سے نہیں بچا سکتا وہ زمانہ قریب ہے کہ خدا تیرے پاس ایسا فرشتہ بھیجے کہ تجھے حکومت سے اُتار کر اور محل کی وسعت سے نکال کر قبر کی تنگی میں ڈال دے۔ اُس وقت تیرے اعمال کے سوا کوئی چیز تجھے نجات نہ دلا سکے گی۔ خدا نے بادشاہت اور حکومت اپنے دین اور اپنے بندوں کی حفاظت اور مدد کے لئے بنایا ہے۔ اس لئے خدا کی دی ہوئی حکومت کے ذریعہ سے خدا کے دین اور اس کے بندوں پر تم سوار نہ ہو۔ خدا کی نافرمانی کسی مخلوق کی فرمانبرداری کی وجہ سے نہ کرنی چاہیئے۔

آپؒ کی مفید باتیں

(۱) جو خیالات پیدا ہو کر نکل جائیں وہ شیطان کی طرف سے ہیں ان کے دور کرنے میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور قرآن مجید کی تلاوت سے مدد لینی چاہیئے اور جو پیدا ہو کر رہیں وہ نفس کی طرف سے ہیں۔ ان کے دور کرنے میں نماز روزہ اور ریاضت و مجاہدہ سے مدد لینی چاہیئے۔

(۲) خدا جس بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے۔ اس کو بال بچوں کی بندشوں میں نہیں پھنساتا

(۳) انکساری اور تواضع کی یہ شرط ہے کہ گھر سے باہر جس سے بھی ملے اس کو اپنے سے افضل اور بہتر سمجھے

(۴) جب بندہ گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو اس سے خدا کے ساتھ اس کی نزدیکی اور بڑھ جاتی ہے۔

(۵) ایک شخص نے آپ سے شکایت کی کہ میرا دل بہت سخت ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو ذکر اور فکر کے مقامات میں لے جایا کرو۔

(۶) مُردے کے لئے سب سے بُرے اس کے گھر والے ہوتے ہیں۔ کہ اس پر روتے ہیں۔ حالانکہ اس کے مقابلہ میں اس میت کے قرض کا ادا کرنا اُن پر آسان نہیں ہوتا

(۷) ایک شخص کی دشمنی کے بدلہ میں ہزار آدمیوں کی دوستی بھی نہ خریدو۔

(۸) طمع اور لالچ عالم کو رسوا کر دیتی ہے

(۹) انسان کا اپنے نفس کی علانیہ برائی کرنا حقیقت میں اس کی تعریف ہے۔

(۱۰) اپنے بھائیوں کی عزت کرو۔ تو ہمیشہ اُن کے ساتھ تمہاری دوستی قائم رہے گی۔

(۱۱) اگر انسان کو اپنی موت کی رفتار پر نظر ہوتی ہے تو وہ اپنی امیدوں کے فریب کا دشمن بن جاتا ہے

(۱۲) جو شخص خدا کے سامنے عاجزی کے لئے اُون کا معمولی غریبوں کا سا لباس پہنتا ہے خدا اس کی نظر اور دل کا نور بڑھا دیتا ہے اور جو شخص اُسے غرور اور ریا سے پہنتا ہے وہ سرکشوں کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا

(۱۳) کاش میں کوئی ایسا کھانا کھا لیتا۔ جو میرے پیٹ میں اینٹ بن جاتا۔ کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ اینٹ پانی میں تین سو برس تک باقی رہتی ہے۔

(۱۴) ایک مرتبہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ فقیہ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں نے فقیہ دیکھا بھی ہے۔ فقیہ وہ ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہو۔ دین میں پوری سمجھ رکھتا ہو۔ خدائے عزوجل کی عبادت کرتا ہو۔

(۱۵) فرماتے تھے کہ میں بقسم کہتا ہوں جس نے مال و دولت کو عزت دی۔ خدا نے اس کو ذلیل کیا۔

(۱۶) عقلمند کی زبان دل کی ترجمان ہے۔ جب وہ کہنا چاہتا ہے تو پہلے دل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر وہ اس بات اس کے فائدے ہوتی ہے تو کہتا ہے ورنہ رُک جاتا ہے اور جاہل کا دل اس کی زبان کی نوک پر رہتا ہے وہ دل کی طرف رجوع نہیں کرتا جو زبان پر آتا ہے بک جاتا ہے۔

(۱۷) دنیا حقیقت میں تمہاری سواری ہے اگر تم اس پر سوار ہو گئے تو وہ تم کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے گی اور اگر وہ تم پر سوار ہو گئی۔ تو تم کو ہلاک کر ڈالے گی

(۱۸) جب تم کسی سے دشمنی کرنا چاہتے ہو تو پہلے اُس پر نظر کرو۔ اگر وہ خدا کا مطیع ہے تو اس سے بچو کیونکہ خدا اس کو کبھی تمہارے قبضے میں نہ دے گا۔ اور تمہارے لئے اس کو تنہا نہ چھوڑے گا، اور اگر وہ خدا کا نافرمان ہے۔ تو تم اس سے نہ دوستی کرو نہ دشمنی۔ معمولی ملاقات رکھو

(۱۹) جو شخص خدا کا فرمانبردار بندہ ہے تم کو اس سے دوستی کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جو نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے۔ وہ گویا خدا کو دوست رکھتا ہے

(۲۰) میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے دنیا چاہی ہو اور اسے آخرت ملی ہو۔ مگر جو آخرت چاہتا ہے۔ اس کو دنیا بھی مل جاتی ہے۔ (اس لئے آخرت کا چاہنا زیادہ اچھا ہے۔

(۲۱) اسلام یہ ہے کہ تم اپنے دل کو خدا کے سپرد کر دو۔ اور ہر مسلمان تمہارے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا

(۲۲) محبت کا متوالا ہمیشہ مست و بے خود رہتا ہے۔ اُسے صرف محبوب کا مشاہدہ جمال ہوشیار کرتا ہے۔

آپؒ کی وفات

آپ کی وفات سے چند دنوں پہلے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک چڑے نے مسجد کی سب سے خوبصورت کنکری اٹھا لی۔ ابن سیرین نے جو اس زمانہ میں خواب کی تعبیر کہنے میں مشہور تھے فرمایا کہ حسن بصریؒ کا انتقال ہو جائے گا۔ اس خواب کے چند دنوں بعد آپ بیمار ہوئے۔ بیماری میں آپ فرماتے تھے کہ کاش انسان اپنی صحت اور تندرستی کے زمانہ میں بیماری کے لئے کچھ رکھ لیتا۔ اس کے بعد جب موت کا وقت قریب آیا۔ کاتب کو بلوا کر لکھوایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جس نے موت کے وقت صدق دل سے اس کی شہادت دی وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اس کے بعد ۱۱۰ھ میں شب جمعہ کو آپ نے آخرت کا سفر اختیار کیا انا للہ الخ بعد نماز جمعہ آپ کا جنازہ اٹھا سارا شہر آپ کے جنازہ پر تھا۔ اُس دن بصرہ کی جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔

بابرکت ایام

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کیساتھ چند لمحے

قاضی محمد زاھد الحسینی

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
کند بر من ز رحمت قطرہ باری

اس سراپا تقصیر و عصیاں پر خداوند قدوس کا آج تک یہ فضل و کرم رہا ہے کہ اکابر علماء حق کی نظر شفقت سے مالا مال رہا۔ جن اکابر کے ساتھ سفر و حضر میں بابرکت ساعات گزارنے اور ان کے فیوضات حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے ان میں سے سیدی و سندی السید حسین احمد مدنیؒ، محدث عصر محمد انور شاہ کاشمیریؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، امام الاولیاء لاہوری قدس اللہ اسرارہم کے اسماء گرامی باعث برکت و عظمت ہیں۔

جنوری ۱۹۳۹ء شوال ۱۳۵۸ھ کو یہ سیاہ کار پہلی دفعہ سفر زیارت الحرمین کے لئے حجاز مقدس پہنچا، بعض احباب سے یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ بعد از نماز عصر تا نماز مغرب حرم کعبہ مقدسہ میں تشریف فرما رہتے ہیں چنانچہ اکثر ایام کا معمول یہ بنا لیا کہ بعد از نماز عصر حضرت رحؒ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت رحؒ کی عادت تھی کہ آپ بعد از نماز عصر باب جیاد کی طرف رو بمشرق کرکے بیٹھ جایا کرتے تھے اور پوری توجہ سے بیت اللہ پر نظر لگائے رکھنے اور کسی کے ساتھ بات چیت نہ فرماتے تھے۔ اس وقت آپ کا پُر جلال چہرہ اور زیادہ جلال کا مظہر ہو جاتا احقر نے ایک دن ڈرتے ڈرتے حجۃ اللہ البالغہ کے لئے درخواست کی تو خرید لینے کا حکم فرمایا چنانچہ ایک مکمل نسخہ مطبوعہ مصر احقر نے خرید لیا مگر پڑھنے کی نوبت نہ آئی اور نہ میں نے عرض کیا لیکن میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ حج بیت اللہ اور زیارت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فراغت پر جبکہ واپسی کے ارادہ سے ہمارا مختصر سا قافلہ جدہ شریف پہنچا۔ تو یہ معلوم کرکے بڑی ہی مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا سندھیؒ واپس ہندوستان تشریف لیجا رہے ہیں۔ اور آپ کا یہ سفر سندھیا کمپنی کے مشہور جہاز المدینہ سے ہوگا۔ یہ سیہ کار اگرچہ سندھیا کمپنی کے جہاز کا مسافر تھا مگر ہماری آمد جہاز الہند سے ہوئی تھی۔ حضرت مولانا سندھیؒ کی واپسی کا معلوم کرکے دعا کی کہ اللہ تعالے اس سیہ کار کو بھی المدینہ سے سفر کی سعادت بخش دے۔ بحمدہ تعالے معمولی کوشش سے یہ مقصد پورا ہو گیا اور اسی المدینہ میں واپسی ہوئی۔ جس میں امیر کاروان حریت برصغیر مولانا سندھیؒ واپس تشریف لا رہے تھے۔ سندھیا کمپنی کے سارے جہازوں میں مسجد کے لئے اوپر کی منزل میں ایک علیحدہ کمرہ بنا ہوا تھا۔ جس میں جائے نمازیں باقاعدگی کے ساتھ بچھی ہوئی تھیں اور نماز با جماعت کا پورا اہتمام تھا۔ خوش قسمتی سے احقر نے اپنا بوریا بستر مسجد کے قریب میں ڈال دیا۔ جہاز کے لنگر برانداز ہونے پر پہلی نماز (جہاں تک یاد ہے نماز عصر تھی)، کے ادا کرنے کے لئے... حضرت مولانا سندھیؒ مسجد میں تشریف لائے آخر سہے سہے قریب ہوا تو جلال جمال میں بدل چکا تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے چند ارشاد فرمائے میں نے موقع غنیمت جان کر "حجۃ اللہ البالغہ" کا ذکر چھیڑ دیا۔ حضرتؒ نے بکمال شفقت اس کتاب کے جستہ جستہ مقامات سمجھانے کا وعدہ فرمایا جس کا ایفا اس بحری سفر میں جو سات دن سے زیادہ نہ تھا ہوتا رہا۔ کراچی پہنچنے سے ایک دن پہلے چند خصوصی اصطلاحات سمجھائیں اور وہ مقامات بھی سمجھائے جو امام ولی اللہ الدہلوی کے قلم سے کچھ لکھے ہوئے ہیں اور اب پریس میں ان کی نوعیت بالکل بدل گئی ہے۔ ان ہی میں سے عذاب قبر کی بحث میں شاہ صاحب کی عبارت یتمثل لہ بنزول الملکین ہے مگر مطبوعہ نسخوں میں بنزوال الملکین عبارت موجود ہے جس کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے تاویلات کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے پہلی عبارت کی صحت پر مولانا سندھیؒ نے حوالہ میں حضرت شاہ محمد اسحاق مہاجر مکیؒ نور اللہ مرقدہٗ کی قلمی حجۃ اللہ البالغہ کو پیش فرمایا جو بیت الحرام کے کتب خانہ میں موجود ہے۔"

ساتھ ہی حضرتؒ نے حجۃ اللہ البالغہ کے مطالعہ کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ جس مقام سے مطالعہ کرنا ہو، اس کو پہلے صرف سرسری نظر سے دیکھ لیا جائے پھر دوسری بار اس کا لفظی ترجمہ کرتے ہوئے دیکھا جائے۔ تیسری بار لفظی ترجمے کے ساتھ مضمون کی رعایت سے مطالعہ کیا جائے جو مقام سمجھ میں نہ آئے اس کو شاہ صاحب کی دوسری تصانیف کی مدد سے حل کیا جائے اس کے سوا اور بھی گراں قدر ارشاد فرمائے۔ یہ بابرکت مجلس اس وقت ختم ہوگئی جبکہ کراچی کی بندرگاہ پر امام انقلاب ہزاروں جانثاروں کے مجمع میں سرزمین برصغیر پر رونق افروز ہوئے میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ یکتائے روزگار مجاہد جلیل امام انقلاب کے جوتوں میں بیٹھنے کا شرف ایسی حالت میں میسر ہوا۔ جبکہ آپ کئی سال کی جلا وطنی کے بعد کامیابی کے ساتھ مراجعت فرما وطن ہو رہے تھے۔ اور میرے سوا ان ایام میں اس میخانہ میں کوئی دوسرا رقیب موجود نہ تھا۔ اللہ تعالے ان کے برکات کو لازوال فرمائیں۔ آمین

بقیہ: مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

اور نزاع مت کرو۔ ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو بے شک اللہ تعالے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

اور فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات) مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ اَلْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ ـــ مومن مومن کا بھائی ہے

حجۃ الوداع میں حضورؐ نے جو بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی فرمایا۔

لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تم اس دن میں اس مہینے میں اور اس شہر میں قتل و غارت گری کو حرام سمجھتے ہو (صحیح مسلم)

کیا آج مسلمانوں کے جان و مال اسی طرح محفوظ ہیں۔ جس طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے؟
ے ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

چند روزہ مہلت کی قدر کرو

محمد شفیع عمر الدین (میر پور خاص)

یہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ اپنے عاصی بندوں کی شامتِ اعمال کے باعث فوری گرفت نہیں فرماتا۔ اور انہیں توبہ کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کا موقعہ دیتا ہے ورنہ ـــ

(۱) وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ (فاطر آیت ۴۵)

ترجمہ! اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے اعمال پر گرفت کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے۔ پس جب ان کا وقت مقرر آجائے گا تو بے شک اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے

(۲) وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (نحل آیت ۶۱)

ترجمہ! اور اگر اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر پکڑے تو زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑے۔ لیکن ایک مدت مقرر تک انہیں مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا وقت آتا ہے۔ تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

یعنی اگر خدا تعالےٰ لوگوں کی گستاخی اور نا انصافی پر دنیا میں فوراً پکڑنا اور سزا دینا شروع کر دے تو چند گھنٹے بھی زمین کی یہ آبادی نہیں رہ سکتی۔

کیونکہ

دنیا میں بڑا حصّہ ظالموں اور بدکاروں کا ہے اور چھوٹی موٹی خطا اور قصور سے تو کوئی خالی ہو گا (کُلُّکُمْ خَطَّاؤُنَ) جب خاطی و بدکار فوراً ہلاک کر دیئے گئے تو صرف معصوم انبیاء کی زمین پر بھیجنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ ان کا ملائکہ معصومین کے ساتھ رہنا زیادہ موزون ہے۔ جب نیک و بد انسان دونوں زمین پر نہ رہے تو دوسرے حیوانات کا رکھنا بے فائدہ ہوگا۔ کیونکہ وہ سب بنی آدم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ نیز فرض کیجئے خدا نے انسانوں کے ظلم و عدوان پر بارش بند کر دی تو کیا آدمیوں کے ساتھ جانور نہیں مریں گے؟ بہر حال خدا اگر بات بات پر دنیا میں پکڑے اور فوراً سزا دے تو اس دنیا کا سارا قصہ منٹوں میں تمام ہو جائے۔ مگر وہ اپنے حلم و حکمت سے ایسا نہیں کرتا، بلکہ مجرموں کو توبہ اور اصلاح کا موقعہ دیتا ہے۔ وقت موعود تک انہیں ڈھیلا چھوڑتا ہے۔ جب وقت آپہنچا، پھر ایک سیکنڈ ادھر اُدھر نہیں ہوسکتا

تنبیہ:۔ بعض مفسرین نے مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ سے خاص دابہ ظالمہ مراد لیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو مطلب واضح ہے کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم۔

ہر اُمّت اور ہر فرد کا موت و حیات کا وقت معین ہے۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (اعراف آیت ۳۴)

ترجمہ! ہر ایک گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے۔ جب وہ میعاد ختم ہوگی اس وقت نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے نہ آگے بڑھیں گے

حاصل کلام

جب مقررہ گھڑی آجائے گی تو لمحہ بھر بھی مہلت نہ ملے گی۔ بندے کو چاہیئے کہ اس معین مہلت سے فائدہ لے۔ اپنی اصلاح کرلے اور پرہیز گاری کو اپنا شعار بنالے اور وہ راہ چلے جس پر چل کر اسے نجات حاصل ہو ــــ

نجات کا راستہ

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (اعراف آیت ۳۵)

ترجمہ! اے آدم کی اولاد اگر تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں جو تمہیں میری آیتیں سنائیں پھر جو شخص ڈرے گا اور اصلاح کرے گا ایسوں پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

حاصل کلام

(۱) حضرات انبیاء علیہم السلام کے تابعداروں کو نجات نصیب ہوگی۔ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی حضرت سیدنا خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اب قیامت تک نجات کا دار و مدار آپ کی پیروی پر منحصر ہے

(۲) اپنی اصلاح کرنے والے پرہیزگار جو محرمات کو ترک کریں گے اور اطاعت کو اپنا شعار بنائیں گے وہ نجات پائیں گے

تکذیب کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (اعراف آیت ۳۶)

ترجمہ! اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان پر تکبر کیا وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

حاصل

(۱) احکام الٰہی کو جھٹلانے والے کافر اور
(۲) متکبر احکام الٰہی پر عمل نہ کرنے والے دوزخ میں جائیں گے

تباہ شدہ بستیاں

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ (الحجر آیت ۴)

ترجمہ! اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے ایک مقرر وقت لکھا ہوا تھا۔

جب مقررہ گھڑی آتی ہے تو آگے پیچھے نہیں ہوتی۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ (الحجر آیت ۵)

ترجمہ! کوئی قوم اپنے وقت مقرر سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے نہ پیچھے رہی ہے

لہذا اب سعادت مند وہ ہے جو سابقہ ہلاک شدہ اقوام کے حالات سے عبرت حاصل کرے ۔ اور ان افعال سے بچے جو ان کی بربادی کا باعث ہوئے ورنہ ان کے آئینے میں اپنی تباہی دیکھ لے۔

ہر نافرمان قوم برباد ہوئی ہے

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ (المؤمنون آیت ۴۲)

ترجمہ! پھر ہم نے ان کے بعد اور بہت سے دور پیدا کئے کوئی قوم نہ اپنے وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

"یعنی ہر قوم جس نے پیغمبروں کی تکذیب کی ٹھیک اپنے وعدہ پر ہلاک کی جاتی رہی جو میعاد کسی قوم کی تھی ایک منٹ اس کے آگے پیچھے نہ رہی۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

حضرت خاتم النبیینؐ کی بعثت کا مقصد

قیامت تک آنے والے سب انسانوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے اور نیکی اور بدی کے نتائج سے آگاہ کرتا ہے جو آپؐ کی تعلیم پر چلے گا وہ کامیاب ہوگا جو نہ چلے گا برباد ہو جائے گا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (السبا آیت ۲۸)

ترجمہ! اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے ۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

کوتاہ اندیش

آپؐ کی تعلیم پر چلنے کی بجائے فضول باتیں پوچھتے ہیں

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (السبا آیت ۲۹)

اور کہتے یہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔

یعنی

جس گھڑی سے ڈراتے ہو کب آئے گی؟ اگر سچے ہو تو جلدی دکھلا دو۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

جواب

انہیں جواب دیا گیا کہ وقت معین ہے وہ گھڑی آکر رہے گی۔

قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝ (السبا آیت ۳۰)

ترجمہ! کہہ دو تمہارے لئے ایک دن کا وعدہ ہے کہ جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہو سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

اب عقلمند اور دور اندیش وہ ہے جو اس دن کی تیاری میں لگا رہے ۔ وقت آنے سے پہلے نیکیوں کا سرمایہ فراہم کرلے ورنہ دوبارہ ایسا موقعہ ہاتھ نہ آئے گا۔

قیامت کا دن

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ۝ (ھود آیت ۱۰۴)

ترجمہ:۔ اس بات میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے ۔ یہ ایک ایسا دن ہوگا کہ جس میں سب لوگ جمع ہونگے اور یہی دن ہے جس میں سب حاضر کئے جائیں گے اور ہم اسے تھوڑی مدت کے لئے ملتوی کئے ہوئے ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ

"یعنی دنیا جو دار عمل ہے جب اس میں شرک و کفر اور تکذیب انبیاء پر سزائیں ملتی ہیں اور اس قدر سخت ملتی ہیں تو یہ ایک نشان اس بات کے معلوم کرنے کا ہے کہ آخرت جو خاص دار جزا ہے کیا کچھ سزا ان جرائم پر ملے گی؟ اور کیا صورت رستگاری کی ہوگی؟ عقلمند آدمی جو اپنے انجام کو سوچ کر ڈرتا رہتا ہے اس چیز میں بڑی عبرت و نصیحت ہے

یعنی تمام دنیا کا بیک وقت اسی دن فیصلہ ہوگا جب سارے اولین و آخرین اکٹھے کئے جائیں گے ۔ اور کوئی شخص غیر حاضر نہ رہ سکے گا ۔ گویا خدائی عدالت کی سب سے بڑی پیشی کا دن وہ ہی ہوگا ۔

یعنی اللہ کے علم میں جو میعاد مقرر ہے وہ پوری ہو جائے گی تب وہ دن آئے گا تاخیر سے یہ گمان مت کرو کہ یہ محض فرضی اور وہمی باتیں ہیں

قیامت ناگہاں آئے گی سب فناہ ہو جائیں۔

مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝

ترجمہ۔ وہ صرف ایک چیخ ہی کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آلے گی اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے پس نہ وہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس جاسکیں گے

پھر زندہ ہوکر میدان حشر میں جمع ہوں گے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝

ترجمہ! اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔

قیامت کے منکروں کی تب آنکھیں کھلیں گی اور چلا اٹھیں گے

قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا (یٰس آیت ۵۲)

ترجمہ! کہیں گے ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھایا

انہیں جواب ملے گا۔

هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ (یٰس آیت ۵۲)

ترجمہ:۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

یعنی

یہ قیامت کا دن ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور حضرات انبیا علیہم السلام نے آگاہ فرمایا تھا۔

قیامت کے دن ظالم کی حالت کا منظر

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝ (ابراہیم آیت ۴۲، ۴۳)

ترجمہ! اور تو ہرگز خیال نہ کر کہ اللہ ان کے کاموں سے بے خبر ہے ۔ جو ظالم کرتے ہیں ۔ انہیں صرف اس دن تک مہلت دے رکھی ہے ۔ جس میں نگاہیں کھلی رہ جائیں گی ۔ وہ سر اٹھائے ہوئے دوڑتے چلے جا رہے ہوں گے کہ ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہیں آوے گی ۔ اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے۔

تھوڑی سی مہلت کی تمنا

وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا اَخِّرْنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لا نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ط (ابراھیم آیت ۴۴)

ترجمہ! اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا دے کہ ان پر عذاب آئے گا۔ تب ظالم کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا قبول کرلیں اور رسولوں کی پیروی کریں۔

یعنی دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی تمنا کرے گا مگر یہ ممکن نہیں۔ اس لئے جو کچھ کرنا ہے کہ اب ہی کرلو۔ تاکہ مرنے کے بعد حسرت نہ رہے۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لا فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ٥ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ط وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥

(المنافقون آیت ۱۰، ۱۱)

ترجمہ! اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس سے پہلے کہ کسی کو تم سے موت آجائے تو کہے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔ اور اللہ …ی نفس کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب اس کی اجل آجائے گی۔ اور اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر وہ شخص جو مالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو یا زکوٰۃ نہ دی ہو وہ موت کے وقت دنیا میں واپس لوٹنے کی آرزو کرتا ہے (ابن کثیرؒ)

ضلع ہزارہ کا ایک شہر کفر وارتداد کی لپیٹ میں

ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ کا یہ گاؤں داتا ایک پرانا شہر ہے۔ جو اپنی آب و ہوا کی نفاست کی بنا پر بہترین شہروں میں شمار ہوتا ہے اس شہر کو بڑی بزرگ اور بلند سیرت ہستیوں نے شرف سکونت بخشا۔ اور بہت سے اولیاء کبار نے یہاں کے رہنے والے کو اپنے فیض و برکات سے نوازا۔ لیکن ہرجا کہ گل است خار است آجکل مرزائیت کے زہریلے جراثیم نے اس شہر کے مسلمانوں کو بُری طرح متاثر کرنا شروع کر دیا ہے اس وقت شہر کے چند با اثر افراد کی خطرناک مرزائیت نواز بلکہ مرزائیت ساز پالیسی سے اب سارے کا سارا شہر کفر و ارتداد کی لپیٹ میں ہے۔ انتہائی افسوسناک ناک موجودہ صورت جو پیدا ہوگئی ہے وہ یہ کہ اس شہر کے پیر حضرات اور دیگر مسلمانوں سے مرزائیوں نے رشتے ناطے لینے دینے شروع کر کے اپنے کفر و اسلام کی بحث کو ختم کر دیا ہے۔ سرکاری اثر و نفوذ کے بل بوتے پر ملازمت کی طمع اور اپنی سرمایہ داری سے متاثر کر کے شہر کے با اثر شخص پیر معظم شاہ صاحب اور خطیب شہر فریدالدین صاحب کو اپنے حق میں انتہائی مرزائیت نواز بنا لیا ہے۔ پیر معظم شاہ صاحب کے لڑکے کی منگنی قادیانیوں نے اپنے گھر سے کرا دی ہے۔ شادی عنقریب ہونے والی ہے اور خطیب صاحب فریدالدین کے چھوٹے بھائی کو قادیانیوں نے اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کی بات چیت مکمل کر لی ہے۔ مرزائیوں نے سرکاری اثر و نفوذ اور ملازمت و سرمایہ داری کے بل بوتے پر ان دو حضرات کو پورے طور پر قبضے میں کر کے تبلیغ مرزائیت کی آسانی کے لئے اس طرح راستہ ہموار کر دیا ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا سوال ہی باقی نہ رہ سکے ستم بالائے ستم یہ کہ شہر داتا کی جامع مسجد ہے تو اہل سنت والجماعت کی مگر اس میں اب مرزائیت کے خلاف بات تک کرنی ممنوع ہو چکی ہے۔ اس نازک وقت میں علمائے کرام کی توجہ کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے اس علاقہ کے علماء کرام کی خدمت میں بالخصوص اور ملک کے دوسرے علماء کرام کی خدمت اقدس میں بالعموم دردمندانہ گزارش ہے کہ بہت جلد اس علاقہ کی توجہ فرمائیں۔ بالخصوص اس شہر کے مسلمانوں کو کفر و ارتداد کی لعنت سے محفوظ رکھنے کی اچھی سے کوشش فرمائیں ورنہ کچھ عرصہ بعد اس فتنہ کا

ص۴

ص۴ کا شکار ہونے والے افراد کا تدارک مشکل ہو جائے گا۔

(مسلمانانِ شہر داتا)

بقیہ:- مجلس ذکر صفحہ ۴ سے آگے

آج ہم اسلامی تعلیمات اور حضورؐ کی زندگی کو پس پشت ڈال کر دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ اگر ہم نہ سنبھلے اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ یہی مذاق ہوتا رہا۔ کہ کہیں احادیث رسول کا انکار۔ اور کہیں من گھڑت رسومات و بدعات کا زور جاری رہا اور نفسانی خواہشات کی پیروی ہوتی رہی تو آخرت میں بھی ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے حال سے بچائے۔ آمین۔ اُس وقت پھر کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم سنبھل جائیں۔ ذکر اللہ کی کثرت کریں۔ حضورؐ کے اخلاق کو اپنائیں۔ معاملات، لین دین، نشست و برخاست میں حضورؐ کی زندگی کو مشعل راہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے دیندار مسلمانوں میں بھی ایک کمزوری پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ جہاں ہم نفلی نمازوں کی زیادتی کرتے ہیں نفلی روزے بالکل نہیں رکھتے، جو کہ غلط کاری، نفس کے حملے سے بچنے کا بہترین اور اعلیٰ طریقہ یہ ہے۔ بزرگانِ دین اسی کی تعلیم دیتے آئے ہیں کہ نفل نمازیں بھی کثرت سے پڑھی جائیں۔ اور نفلی روزے رکھے جائیں تاکہ اپنے نفس امارہ کو ذلیل کرسکیں۔

شیطانی وساوس اور خیالات سے بچنے کا واحد حل یہ ہے کہ نفلی روزوں کی کثرت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے اور ہمارے ذکر کو قبول فرما کر ذریعۂ نجات بنائے۔ اس میں ہمیں اور زیادتی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

ہوگئی کہ وہ نور حقیقی تک رسا ہوگئی اور وہ کہنے لگے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

اے ہمارے پروردگار یہ آسمان بے ستون اور آسمان میں چاند سورج اور اتنے بے شمار ستاروں کا جڑ دینا اور تودۂ زمین کے اتنے بے شمار ذرات کا اکٹھا کر دینا آپ ہی قدرتِ کاملہ کی صنعت گری ہے۔

سبحان اللہ تفکر سے اس قدر قرب ہوا کہ حق تعالیٰ سے سرگوشی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

اُس کی بڑائی بیان ہونے لگی —— اور مناجات ہونے لگی —— اے ہمارے رب جو مصنوعات ہم آسمانوں زمینوں میں دیکھ رہے ہیں۔ ان کو آپ نے باطل نہیں پیدا فرمایا —— کیونکہ انہیں چیزوں کو دیکھ کر ہم آپ کے وجود پر استدلال کرتے اور توحید اختیار کرتے ہیں اور شرک وکفر کی نجاست اور تاریکی سے نجات پاتے ہیں پھر تفکر اور ذکر اللہ نے سمجھ کو ایسا نورانی کر دیا کہ ہستی فنا ہوگئی تاکہ معرفت تامہ حاصل ہوسکے اور فرمانے لگے —" یا اللہ — ذکر اور فکر میں لگے رہنے کے باوجود ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ ہماری کوئی بساط نہیں۔ تیری عظمت اور کبریائی سے ہم اس قدر خوف کھاتے رہتے ہیں کہ اے اللہ کہیں تیری کسی ناراضگی سے ہم جہنم کا ایندھن نہ بن جائیں — اے ہمارے رب ہمیں عذاب جہنم سے نجات عطا فرما

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

محترم حضرات!

ڈر صرف فکر سے پیدا ہوتا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے (فکر کی بدولت) ڈرا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا سو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا

تقویٰ اور خوف

برادران عزیز فکر کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے۔ جب پیشی کے دن کی فکر سے ڈر پیدا ہوگا آدمی برائیوں سے بچ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تفکر فی خلق اللہ کی دولت نصیب فرمائے اور رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقش پر چلنے کی توفیق دے

علمی فقہی مسائل اور اُن کے جوابات

مولانا محمد سمیع الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

سوال:- مہربانی فرماکر حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں اپنے خیالات سے مطلع فرمائیں تاکہ غلط راستہ اختیار نہ کیا جائے

ایک شخص جس کی ذات سید ہے اور غیر سید عورت سے شادی کر چکا ہے کیا کوئی غیر سید اس اُس کی لڑکی سے شادی کرسکتا ہے

جمیل احمد سی ایم ایچ کوہ مری

الجواب:- وباللہ التوفیق سید کی لڑکی سے کسی غیر سید کا نکاح بلا تردد جائز ہے۔ احنافؒ کے نزدیک کفاءۃ کے لئے دونوں کا مسلمان ہونا کافی ہے خود حضور اقدس ارواحنا فداہ (علیہ السلام) نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب (جو بنو ہاشم میں سے تھیں) کا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے کرایا جو بنو ہاشم میں سے نہیں بلکہ ایک آزاد کردہ ...... غلام تھے پھر جب ان میں نباہ نہ ہوسکا۔ تو حضور اقدس نے حضرت زینبؓ کو بعد میں نکاح میں لیا قرآن مجید کی آیۃ فلما قضی زید منها وطرا میں اس کا ذکر موجود ہے —

اسلام میں اصل چیز تقویٰ پرہیزگاری اور معنوی کمالات وفضائل ہیں ارشاد خداوندی ہے

یا ایها الناس انا جعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الآیۃ)

اے لوگو ہم نے تمہیں مختلف شاخوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم میں سے بہتر اللہ تعالیٰ کے ہاں تم سب سے زیادہ پرہیزگار اور ڈرنے والا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

---

(۲) **سوال** ہم ایک دیہات کے رہنے والے ہیں جہاں کوئی ایسا عالم نہیں جو ہماری رہنمائی کر سکے براہِ کرم حسب ذیل مسائل کا جواب دیں

(۱) کیا چودہ سال کے لڑکے کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں (۲) لنگڑے اور نابینا کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں (حافظ شبیر محمد ضلع جھنگ

الجواب وباللہ التوفیق۔ اگر چودہ سال کے عمر میں لڑکے میں بلوغ کے علامات ظاہر نہ ہوئے ہوں تو وہ نابالغ ہے کیونکہ علامات بلوغ (احتلام وغیرہ) کے ظاہر نہ ہونے کی صورت میں مفتیٰ بہ قول صاحبینؒ کا یہ ہے کہ مدت بلوغ ۱۵ برس ہے اور نابالغ کی نماز نفلی ہے اس لئے فرض نمازوں میں اس کی اقتداء جائز نہیں ہاں اگر بلوغ ہونا اس عمر میں ثابت ہوچکا ہے تو جائز ہے۔

(۲) لنگڑے اور نابینا کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔ خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ کے موقعہ پر حضرت علیؓ اور دیگر حضرات کی موجودگی میں مدینہ منورہ میں جماعت کی امامت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے سپرد فرمائی جو کہ نابینا تھے (واللہ اعلم)

۳۔ **سوال** ایک شخص زید جس کی بہن کا لڑکا حرامی ہے اور بہن اپنے حرامی لڑکے کے لئے اپنے بھائی زید کی لڑکی کا رشتہ مانگ رہی ہے مگر زید اسے شرعًا ناجائز سمجھتا ہے اور لڑکی کو رشتہ میں دینے سے انکاری ہے کیا شرعًا ایسا اور نکاح جائز ہے یا نہیں

سردار علی گارڈ ریلوے اسٹیشن خانیوال

الجواب وباللہ التوفیق زید شرعًا اپنی لڑکی کو بہن کے حرامی لڑکے کے نکاح میں دے سکتا ہے۔ از روئے شرع اس میں کوئی حرج نہیں اگر اس کے علاوہ کسی عذر کی وجہ سے لڑکے کے والد اپنی لڑکی کو نہ دینا چاہئے۔ تو اس کا اختیار ہے۔ اور اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

(واللہ اعلم)

ضروری اعلان

★

مراسلہ نگار حضرات سے التماس ہے کہ گمنام خطوط ہرگز نہ لکھیں۔ خط میں مکمل نام اور پتہ درج ہونا چاہئے تاکہ اگر ضرورت سمجھی جائے تو جواب بھیج دیا جائے۔ گمنام خط پر کسی بھی کاروائی سے معذور سمجھیں

(ادارہ)

بچوں کا صفحہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حافظ نذر محمد انور

ابتدا میں اسلام کے نام لیوا صرف چند ہی افراد تھے۔ لیکن وہ بھی کفار کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔ کفار مکہ ان فرزندانِ اسلام اور شمع نبوتؐ کے پروانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھاتے۔ سخت سے [illegible] ہوتے اور انہیں اپنی طاقت اور ظلم کے بل بوتے پر ختم کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن یہ مردانِ ذی وقار ٹس سے مس نہ ہوئے اور انہوں نے اسلام کے جھنڈے کو سربلند رکھا۔ نتیجتاً اسلام ان کے دم قدم سے روز افزوں ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا۔

دنیا میں ہر انسان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آتی ہیں۔ انسان ان آزمائشوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ اگر صابر و شاکر بن کر رہے تو وہ انسان دونوں جہان میں سرفراز ہوتا ہے۔ اور اگر امتحان میں ناکام ہو جائے تو دنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اسلام کی راہ میں ایسی ایسی اذیت ناک تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں کہ تصور سے بھی انسان کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ گرم گرم ریت پر لٹائے گئے، آگ کی گرم گرم سلاخوں سے ان کے جسم داغدار کئے گئے، ان کے سینوں پر بھاری بھاری پتھر رکھے گئے اور ان مظلوموں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے۔ لیکن وہ دینِ حق سے پیچھے نہ ہٹے اور انہوں نے اسلام کے جھنڈے کو کسی حال میں سرنگوں نہ ہونے دیا۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی ان چند مظلوم صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کی راہ میں لرزہ انگیز مظالم برداشت کئے۔

آپؓ ظاہری صورت کے لحاظ سے اگرچہ سیاہ فام حبشی تھے۔ لیکن آپؓ کا آئینہ دل شفاف تھا۔ کمزور ہمیشہ سب سے زیادہ ظلم و ستم کی آماجگاہ بنتا ہے۔ چنانچہ آپؓ پر بھی کفار نے مظالم کے پہاڑ توڑے، تپتی ہوئی ریت، جلتے ہوئے سنگریزوں اور دہکتے ہوئے انگاروں پر آپؓ کو لٹایا گیا۔ کفار کے لڑکوں نے آپؓ کی گردن مبارک میں رسیاں ڈال کر آپؓ کو گھسیٹا۔ لیکن ان تمام دل ہلا دینے والی آزمائشوں کے باوجود توحید کی رسی ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹی۔

ابوجہل آپؓ کو منہ کے بل لٹا کر اوپر پتھر کی چکی رکھ دیتا اور جب کڑکتی دھوپ آپؓ کو بے قرار کرتی تو کہتا "بلالؓ! اب بھی محمدؐ کے خدا سے باز آ جا!"

لیکن اس وقت بھی دہن مبارک سے "احد، احد" کی آواز نکلتی،

آپؓ پر ستم ڈھانے والوں میں امیہ بن خلف سب سے زیادہ پیش پیش تھا وہ ان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ کبھی گائے کی کھال میں لپیٹتا اور کڑکتی دھوپ میں بٹھاتا اور کہتا "تمہارا خدا لات اور عزیٰ ہے"۔ لیکن آپ کی مبارک زبان سے "احد احد" کے سوا اور کوئی کلمہ نہ نکلتا۔

ایک روز حسب معمول آپؓ مشقِ ستم بنائے جا رہے تھے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اس طرف سے گزرے۔ یہ عبرتناک منظر دیکھ کر ان کا دل بھر آیا اور ایک گرانقدر معاوضہ دے کر انہوںؓ نے آپؓ کو آزاد کرا لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا

"ابوبکرؓ تم مجھے بھی اس میں شریک کر لو"۔ عرض کیا

"یا رسول اللہ میں آزاد کرا چکا ہوں"۔

آپؓ کی آواز نہایت بلند اور دلکش تھی، توحید کے متوالوں کو بے چین کر دیتی تھی، آپؓ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بدر میں آپؓ نے امیہ بن خلف کو تہ تیغ کیا جو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور خود ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا۔

جب مکہ فتح ہوا آپؓ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حکم ہوا کہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر توحید کی پُرعظمت صدائے تکبیر بلند کریں۔ خدا کی قدرت وہ خانہ کعبہ جس کو ابو الانبیا ابراہیم علیہ السلام نے خدائے واحد کی پرستش کے لئے تعمیر کیا تھا۔ مدتوں بت خانہ رہنے کے بعد ایک حبشی کے نغمۂ توحید سے گونج اٹھا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؓ ملک شام کو چلے گئے اور کافی عرصہ وہیں رہے۔ ایک دن خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

آپؐ فرما رہے ہیں کہ "بلالؓ یہ خشک زندگی کب تک! کیا تم پر وہ وقت نہیں آیا کہ زیارت کرو"۔

اس خواب نے گذشتہ زندگی کے پُر لطف افسانے یاد دلائے۔ عشق و محبت کے مرجھائے ہوئے زخم پھر ہرے ہو گئے، اسی وقت مدینہ کی راہ لی اور روضہ اطہر پر حاضر ہو کر مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جوش محبت سے جگر گوشانِ رسولؐ یعنی امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو چمٹا چمٹا کر پیار کر رہے تھے۔ ان دونوں نے خواہش کی "آج صبح کے وقت اذان دیجئے"۔

گو ارادہ کر چکے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان نہ دیں گے، تاہم ان کی فرمائش ٹال نہ سکے۔ صبح کے وقت مسجد کی چھت پر کھڑے ہو کر جب صدائے تکبیر بلند کی تو تمام مدینہ گونج اٹھا اور جب اشھد ان محمد الرسول اللہ۔ پر پہنچے تو عورتیں گھروں سے باہر نکل آئیں اور تمام عاشقانِ رسولؐ کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے۔

کہا جاتا ہے کہ مدینہ میں ایسا پُر اثر منظر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

سبحان اللہ! ان کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا الاؤ کس طرح روشن تھا۔ کہ اس نے دوسروں کو تڑپا کر رکھ دیا۔

۲۰ھ ساٹھ سال کی عمر میں اس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب کی دائمی رفاقت کے لئے دنیائے فانی کو خیرباد کہا اور دمشق میں باب الصغیر کے قریب مدفون ہوئے۔

ہے عیاں اسلامیوں پر عظمت و شانِ بلال
کارنامے ان کے اندر دہر میں ہیں بے مثال!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری B.C. ۲۴۸۱-۲۷۳۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا